

خدا چاہتا ہے

رضائے محمد ﷺ

(حصہ دوم)

طائف

بہارِ طریقت و سیرِ شریعت

حضرت خواجہ صوفی محمد اشرف نقشبندی مجددی مدظلہ العالی

تخریج و حوالشی

حضرت علامہ مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی دامت برکاتہم

دیکھیں دارالافتاء جمعیت اشاعت اہلسنت (پاکستان)

ناشر

جمعیت اشاعت اہلسنت (پاکستان)

نور مسجد، کاغذی بازار، میٹھا در، کراچی، فون: 32439799

نام کتاب :

خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ

مؤلف :

حضرت خواجہ صوفی محمد اشرف نقشبندی مجددی مدظلہ

تخریج و حوالشی :

حضرت علامہ مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی دامت برکاتہم

نظر ثانی :

حضرت علامہ مولانا مولانا محمد عرفان ضیائی مدظلہ

حضرت مولانا محمد عابد قادری

رنج الثانی ۱۴۳۱ھ / اپریل ۲۰۱۰ء

۳۰۰۰

ناشر :

جمعیت اشاعت اہلسنت (پاکستان)

نور مسجد، کاغذی بازار، میٹھا در، کراچی، فون: 32439799

خوشخبری: پید سالہ website: www.ishaateislam.net پر موجود ہے۔

فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
۱۔	پیش لفظ	7
۲۔	آیت نمبر 21	9
۳۔	شانِ نزل	9
۴۔	ام المؤمنین حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی فضیلت	10
۵۔	ام المؤمنین حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ما ز ہے	11
۶۔	ملک الموت بارگاہ رسالت ﷺ میں	11
۷۔	نبی کریم ﷺ کو ایذا	12
۸۔	نبی کریم ﷺ کا طرہ بد لئے دے لے قیامت میں	13
۹۔	آیت نمبر 22	14
۱۰۔	آیت درود کے نزول پر صحابہ کرام کا بد یہ طریقہ پیش کرنا	14
۱۱۔	درویشی کی اہمیت امام بیہکیت کی زبانی	14
۱۲۔	آیت درود نبی کریم ﷺ کی طرح نعت ہے	14
۱۳۔	صلاۃ کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہو تو.....	15
۱۴۔	صلاۃ کی نسبت فرشتوں کی طرف ہو تو.....	15
۱۵۔	اللہم مدنی علی سبیلنا محمد کا مطلب	17
۱۶۔	حضور ﷺ ہمارے درود و سلام کے برگزینات نہیں ہیں	17
۱۷۔	حضور ﷺ پر درود بھیجے والے پر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں	18
۱۸۔	و مجلس جس میں حضور ﷺ پر درود و شریف نہ پڑھا جائے	20

۱۹۔	وہ دعا جس میں حضور ﷺ پر درود و شریف نہ پڑھا جائے	20
۲۰۔	اللہ تعالیٰ سے اسی طرح دعا کی زبانی	21
۲۱۔	اللہ تعالیٰ سے دعا کا طریقہ نبی کریم ﷺ کی زبانی	22
۲۲۔	حضور ﷺ کا فرمان کہ ”دعا کے اول درمیان اور آخر میں میرا ذکر کرو“	23
۲۳۔	جب قیامت کے دن کسی مومن کی نیکیوں کا وزن کم ہوگا	23
۲۴۔	حضور ﷺ پر امتی کا سلام بھیجے اور جواب ارشاد فرماتے ہیں	24
۲۵۔	درویشی شرف الہی کا ذریعہ ہے	25
۲۶۔	امام شعرانی کی مسلمانوں کو نصیحت	25
۲۷۔	درویشی نہ پڑھنے کا وبال	26
۲۸۔	درویشی کے لئے کتنے وقت مقرر کیا جائے؟	27
۲۹۔	درویشی کے لئے کتنے وقت مقرر کیا جائے؟	27
۳۰۔	درویشی کے لئے کتنے وقت مقرر کیا جائے؟	28
۳۱۔	درویشی کے لئے کتنے وقت مقرر کیا جائے؟	29
۳۲۔	درویشی کے لئے کتنے وقت مقرر کیا جائے؟	29
۳۳۔	درویشی کے لئے کتنے وقت مقرر کیا جائے؟	31
۳۴۔	درویشی کے لئے کتنے وقت مقرر کیا جائے؟	31
۳۵۔	درویشی کے لئے کتنے وقت مقرر کیا جائے؟	31
۳۶۔	درویشی کے لئے کتنے وقت مقرر کیا جائے؟	32
۳۷۔	درویشی کے لئے کتنے وقت مقرر کیا جائے؟	34
۳۸۔	درویشی کے لئے کتنے وقت مقرر کیا جائے؟	36
۳۹۔	درویشی کے لئے کتنے وقت مقرر کیا جائے؟	36
۴۰۔	درویشی کے لئے کتنے وقت مقرر کیا جائے؟	37

38	توبہ کے لئے اس گناہ کا ترک ضروری ہے	۶۳	تقیم مصطفیٰ ﷺ کا روح پرور منظر
38	توبہ کرنے والے ایک فقیر کا واقعہ	۶۴	اصحابِ شجرہ کی فضیلت
39	صحابہ اپنے آپ کو حضور ﷺ کا بندہ اور غلام	۶۵	بیت کا ثبوت
40	حضور ﷺ تمام کائنات کے مالک اور عالمی وادار ہیں	۶۶	مستورات سے بیت
43	آیت نمبر 25	۶۷	حدیث ”من رانی فقد رانی الحق“
43	شاہد کے معنی	۶۸	حدیث ”لم یعرفنی غیر ربی“
45	حضور ﷺ اپنی امت کے اعمال پر گواہی دیں گے	۶۹	آیت نمبر 27
46	شاہد کے معنی حاض کے ہیں	۷۰	شانِ نبول
48	تفسیر کے معنی	۷۱	نماز میں تقیم مصطفیٰ ﷺ
49	حضور ﷺ نیکار ہیں	۷۲	آیت نمبر 28
50	نذیر کے معنی	۷۳	حضور ﷺ کی شانِ نبول
50	رجال بن مثنوہ کا انجام	۷۴	حضور ﷺ کی شانِ نبول
51	قیس بن مطاط کا انجام	۷۵	حضور ﷺ کی شانِ نبول
52	حضور ﷺ کی تقیم اور توفیق کا حکم	۷۶	امام مالک کا خلیفہ ابو جعفر سے مناظرہ
52	امام مالک کا خلیفہ ابو جعفر سے مناظرہ	۷۷	بارگاہ رسالت ﷺ کا ادب اور صحابہ
53	بارگاہ رسالت ﷺ کا ادب اور صحابہ	۷۸	حضرت عتاب بن زہیر رضی اللہ عنہما اور ذکر رسالت ﷺ
55	حضرت عتاب بن زہیر رضی اللہ عنہما اور ذکر رسالت ﷺ	۷۹	تاہمین کرام اور ذکر رسالت ﷺ
55	تاہمین کرام اور ذکر رسالت ﷺ	۸۰	حدیث شریف کے لئے امام مالک کا اہتمام
56	حدیث شریف کے لئے امام مالک کا اہتمام	۸۱	امام مالک اور تہذیب رسول ﷺ
56	امام مالک اور تہذیب رسول ﷺ	۸۲	آیت نمبر 28
58	آیت نمبر 28	۸۳	شانِ نبول
58	شانِ نبول	۸۴	کابن وحراف کے پاس جانا ممنوع ہے

- ۸۵۔ انبیاء علیہم السلام کا ظاہر اور باطن
 ۸۶۔ آیت نمبر 31
 ۸۷۔ امام جعفر صادق کی تفسیر
 ۸۸۔ ”ضال“ کا معنی گمراہ نہیں
 ۸۹۔ کتابت حدیث کی اجازت
 ۹۰۔ حضور ﷺ کی زبانی اللہ سے کبھی کوئی بات حق کے سوا نہیں نکلتی
 ۹۱۔ صحابہ کرام امدادی نبویہ علیہم السلام والہما نکلتے تھے

پیش لفظ

وہ ذات جو سلطنت الہیہ کی متولی، دربارِ خدا کی جانب سے مقرر شدہ حاکم، کون و مکاں کے معاملات اور احکام جن کے سپرد، کوئی سلطنت جن کی مملکت و سلطنت سے زیادہ وسیع نہیں، وہ جنہیں اللہ تعالیٰ نے مختارِ مکمل بنایا، جنہیں شفاعت کا تاج پہنایا، جن پر درود و سلام اللہ تعالیٰ کی رضا و قرب کا ذریعہ، جن پر کثرت سے درود و سلام پڑھنے والے کے کام آسان ہوں، گناہ بخشے جائیں، سیرت پاکیزہ ہو، دل روشن ہو، جو آپ نے اپنی امتی کے سلام کا جواب فرما کر مانیں، جن پر درود پڑھنے والے پر اللہ تعالیٰ رحمتیں نازل فرمائے، اسی پیارے آقا کا کر کے اور سنے بغیر مومن رہ نہیں سکتا، اس سلسلہ کی ایک کڑی حیرت پر طریقت، رہبر شریعت حضرت خواجہ محمد شفیع نقشبندی مجددی مدظلہ العالی کی تالیف ہے جسے آپ نے امام عشق و سلام علیہ السلام امام احمد رضا کے مشہور شعر کا ایک مصرع ”خدا اچاہتا ہے رضا ہے محمد ﷺ“ کا عنوان دیا ہے۔ اسے ہی اپنا کر ایک مجموعہ تیار کیا جس کی تھمچ و تلیق و مخرج کا کام ہمارے ادارہ نے کیا ہے۔ اس مجموعہ کے صدر و اولیٰ حضرت علامہ محمد شفیع صاحب مدظلہ العالی کے ”جامعہ انوار“ کے شیخ الحدیث حضرت علامہ محمد شفیع صاحب مدظلہ العالی نے ہر صحت سے انجام دیا ہے۔ اس کا ایک حصہ پچھلے ماہ شائع ہو چکا اس سلسلہ میں نے ذکر کیا تھا کہ اس کتاب کو تین حصوں میں تقسیم کیا جائے گا مگر کام مکمل ہونے کے بعد اسے دو حصوں میں تقسیم کرنا ہو گا اس ماہ اس کا دوسرا حصہ شائع کیا جا رہا ہے۔ یہ حصہ دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ جمعیت اشاعت اہلسنت اسے اپنے سلسلہ مفت اشاعت کے 192 ویں نمبر پر شائع کر رہی ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ مؤلف اور شریک اور اراکین ادارہ کی اس سعی کو قبول فرمائے۔ اور اسے عوام و خواص کے لئے نافع بنائے۔ آمین

محمد عرفان المانی

شہانِ مہول: امام احمد (۲)، عبد بن یحیٰ (۳)، بخاری (۴)، مسلم (۵)، نسائی (۶)، ابن جریر (۷)، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابن مروید اور بیہقی اپنی "شخصی" میں بطریق اہل بیت علیہم السلام مالک راوی ہیں۔ فرماتے ہیں جب حضور ﷺ نے حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے عقد فرمایا تو قوم کو یہ میں بلایا تو وہ آئے اور کھانا کھا کر اپنے بیٹے کو رکھ دئے، اتفاق سے حضور ﷺ مکان کی وجہ سے انہیں رخصت کرنا چاہئے تھے۔ جب حضور ﷺ نے ملا حظہ

- ١- سورة الأعراب: ٥٣/٦٣
- ٢- المسند للإمام أحمد: ١٩٥/٣
- ٣- مُسند عبد بن حُمَيْد، مُسند أنس بن مالك، رقم: ١٢٠٦، ص ١٠٦
- ٤- صحيح البخاري، كتاب التفسير، باب: ﴿لَا تَدْعُوهُمْ بِأَسْمَاءِ اللَّهِ﴾، رقم: ٤٧٩١، ٤٧٩٢، ٤٧٩٣، ٤٦٦٣، ٤٦٦٤، ٤٦٦٥، ٤٦٦٦، ٤٦٦٧، ٤٦٦٨، ٤٦٦٩، ٤٦٧٠، ٤٦٧١، ٤٦٧٢، ٤٦٧٣، ٤٦٧٤، ٤٦٧٥، ٤٦٧٦، ٤٦٧٧، ٤٦٧٨، ٤٦٧٩، ٤٦٨٠، ٤٦٨١، ٤٦٨٢، ٤٦٨٣، ٤٦٨٤، ٤٦٨٥، ٤٦٨٦، ٤٦٨٧، ٤٦٨٨، ٤٦٨٩، ٤٦٩٠، ٤٦٩١، ٤٦٩٢، ٤٦٩٣، ٤٦٩٤، ٤٦٩٥، ٤٦٩٦، ٤٦٩٧، ٤٦٩٨، ٤٦٩٩، ٤٧٠٠، ٤٧٠١، ٤٧٠٢، ٤٧٠٣، ٤٧٠٤، ٤٧٠٥، ٤٧٠٦، ٤٧٠٧، ٤٧٠٨، ٤٧٠٩، ٤٧١٠، ٤٧١١، ٤٧١٢، ٤٧١٣، ٤٧١٤، ٤٧١٥، ٤٧١٦، ٤٧١٧، ٤٧١٨، ٤٧١٩، ٤٧٢٠، ٤٧٢١، ٤٧٢٢، ٤٧٢٣، ٤٧٢٤، ٤٧٢٥، ٤٧٢٦، ٤٧٢٧، ٤٧٢٨، ٤٧٢٩، ٤٧٣٠، ٤٧٣١، ٤٧٣٢، ٤٧٣٣، ٤٧٣٤، ٤٧٣٥، ٤٧٣٦، ٤٧٣٧، ٤٧٣٨، ٤٧٣٩، ٤٧٤٠، ٤٧٤١، ٤٧٤٢، ٤٧٤٣، ٤٧٤٤، ٤٧٤٥، ٤٧٤٦، ٤٧٤٧، ٤٧٤٨، ٤٧٤٩، ٤٧٥٠، ٤٧٥١، ٤٧٥٢، ٤٧٥٣، ٤٧٥٤، ٤٧٥٥، ٤٧٥٦، ٤٧٥٧، ٤٧٥٨، ٤٧٥٩، ٤٧٦٠، ٤٧٦١، ٤٧٦٢، ٤٧٦٣، ٤٧٦٤، ٤٧٦٥، ٤٧٦٦، ٤٧٦٧، ٤٧٦٨، ٤٧٦٩، ٤٧٧٠، ٤٧٧١، ٤٧٧٢، ٤٧٧٣، ٤٧٧٤، ٤٧٧٥، ٤٧٧٦، ٤٧٧٧، ٤٧٧٨، ٤٧٧٩، ٤٧٨٠، ٤٧٨١، ٤٧٨٢، ٤٧٨٣، ٤٧٨٤، ٤٧٨٥، ٤٧٨٦، ٤٧٨٧، ٤٧٨٨، ٤٧٨٩، ٤٧٩٠، ٤٧٩١، ٤٧٩٢، ٤٧٩٣، ٤٧٩٤، ٤٧٩٥، ٤٧٩٦، ٤٧٩٧، ٤٧٩٨، ٤٧٩٩، ٤٨٠٠، ٤٨٠١، ٤٨٠٢، ٤٨٠٣، ٤٨٠٤، ٤٨٠٥، ٤٨٠٦، ٤٨٠٧، ٤٨٠٨، ٤٨٠٩، ٤٨١٠، ٤٨١١، ٤٨١٢، ٤٨١٣، ٤٨١٤، ٤٨١٥، ٤٨١٦، ٤٨١٧، ٤٨١٨، ٤٨١٩، ٤٨٢٠، ٤٨٢١، ٤٨٢٢، ٤٨٢٣، ٤٨٢٤، ٤٨٢٥، ٤٨٢٦، ٤٨٢٧، ٤٨٢٨، ٤٨٢٩، ٤٨٣٠، ٤٨٣١، ٤٨٣٢، ٤٨٣٣، ٤٨٣٤، ٤٨٣٥، ٤٨٣٦، ٤٨٣٧، ٤٨٣٨، ٤٨٣٩، ٤٨٤٠، ٤٨٤١، ٤٨٤٢، ٤٨٤٣، ٤٨٤٤، ٤٨٤٥، ٤٨٤٦، ٤٨٤٧، ٤٨٤٨، ٤٨٤٩، ٤٨٥٠، ٤٨٥١، ٤٨٥٢، ٤٨٥٣، ٤٨٥٤، ٤٨٥٥، ٤٨٥٦، ٤٨٥٧، ٤٨٥٨، ٤٨٥٩، ٤٨٦٠، ٤٨٦١، ٤٨٦٢، ٤٨٦٣، ٤٨٦٤، ٤٨٦٥، ٤٨٦٦، ٤٨٦٧، ٤٨٦٨، ٤٨٦٩، ٤٨٧٠، ٤٨٧١، ٤٨٧٢، ٤٨٧٣، ٤٨٧٤، ٤٨٧٥، ٤٨٧٦، ٤٨٧٧، ٤٨٧٨، ٤٨٧٩، ٤٨٨٠، ٤٨٨١، ٤٨٨٢، ٤٨٨٣، ٤٨٨٤، ٤٨٨٥، ٤٨٨٦، ٤٨٨٧، ٤٨٨٨، ٤٨٨٩، ٤٨٩٠، ٤٨٩١، ٤٨٩٢، ٤٨٩٣، ٤٨٩٤، ٤٨٩٥، ٤٨٩٦، ٤٨٩٧، ٤٨٩٨، ٤٨٩٩، ٤٩٠٠، ٤٩٠١، ٤٩٠٢، ٤٩٠٣، ٤٩٠٤، ٤٩٠٥، ٤٩٠٦، ٤٩٠٧، ٤٩٠٨، ٤٩٠٩، ٤٩١٠، ٤٩١١، ٤٩١٢، ٤٩١٣، ٤٩١٤، ٤٩١٥، ٤٩١٦، ٤٩١٧، ٤٩١٨، ٤٩١٩، ٤٩٢٠، ٤٩٢١، ٤٩٢٢، ٤٩٢٣، ٤٩٢٤، ٤٩٢٥، ٤٩٢٦، ٤٩٢٧، ٤٩٢٨، ٤٩٢٩، ٤٩٣٠، ٤٩٣١، ٤٩٣٢، ٤٩٣٣، ٤٩٣٤، ٤٩٣٥، ٤٩٣٦، ٤٩٣٧، ٤٩٣٨، ٤٩٣٩، ٤٩٤٠، ٤٩٤١، ٤٩٤٢، ٤٩٤٣، ٤٩٤٤، ٤٩٤٥، ٤٩٤٦، ٤٩٤٧، ٤٩٤٨، ٤٩٤٩، ٤٩٥٠، ٤٩٥١، ٤٩٥٢، ٤٩٥٣، ٤٩٥٤، ٤٩٥٥، ٤٩٥٦، ٤٩٥٧، ٤٩٥٨، ٤٩٥٩، ٤٩٦٠، ٤٩٦١، ٤٩٦٢، ٤٩٦٣، ٤٩٦٤، ٤٩٦٥، ٤٩٦٦، ٤٩٦٧، ٤٩٦٨، ٤٩٦٩، ٤٩٧٠، ٤٩٧١، ٤٩٧٢، ٤٩٧٣، ٤٩٧٤، ٤٩٧٥، ٤٩٧٦، ٤٩٧٧، ٤٩٧٨، ٤٩٧٩، ٤٩٨٠، ٤٩٨١، ٤٩٨٢، ٤٩٨٣، ٤٩٨٤، ٤٩٨٥، ٤٩٨٦، ٤٩٨٧، ٤٩٨٨، ٤٩٨٩، ٤٩٩٠، ٤٩٩١، ٤٩٩٢، ٤٩٩٣، ٤٩٩٤، ٤٩٩٥، ٤٩٩٦، ٤٩٩٧، ٤٩٩٨، ٤٩٩٩، ٥٠٠٠، ٥٠٠١، ٥٠٠٢، ٥٠٠٣، ٥٠٠٤، ٥٠٠٥، ٥٠٠٦، ٥٠٠٧، ٥٠٠٨، ٥٠٠٩، ٥٠١٠، ٥٠١١، ٥٠١٢، ٥٠١٣، ٥٠١٤، ٥٠١٥، ٥٠١٦، ٥٠١٧، ٥٠١٨، ٥٠١٩، ٥٠٢٠، ٥٠٢١، ٥٠٢٢، ٥٠٢٣، ٥٠٢٤، ٥٠٢٥، ٥٠٢٦، ٥٠٢٧، ٥٠٢٨، ٥٠٢٩، ٥٠٣٠، ٥٠٣١، ٥٠٣٢، ٥٠٣٣، ٥٠٣٤، ٥٠٣٥، ٥٠٣٦، ٥٠٣٧، ٥٠٣٨، ٥٠٣٩، ٥٠٤٠، ٥٠٤١، ٥٠٤٢، ٥٠٤٣، ٥٠٤٤، ٥٠٤٥، ٥٠٤٦، ٥٠٤٧، ٥٠٤٨، ٥٠٤٩، ٥٠٥٠، ٥٠٥١، ٥٠٥٢، ٥٠٥٣، ٥٠٥٤، ٥٠

اُمّ المؤمنین حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی فضیلت

ابن سعد (۲۹) اور ابن عساکر (۱۰) نے حضرت عائشہ سے روایت کیا آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ پیغمبر کو فرمائے انہوں نے اس دنیا میں وہ شرف پایا کہ میا شرف کسی نے نہیں پایا۔ لہذا کسی نے اُن کا کناح دنیا میں اپنے نبی سے فرمایا اور اُن کے ساتھ قرآن کو بجا ہوا اور رسول اللہ ﷺ کے چہرہ ازواج سے اُس وقت فرمایا جب کہ ہم سب آپ کے گرد جمع تھیں ”تم میں سے جو میرے ساتھ ہے مجھ سے ملنے والی ہیں جس کے ساتھ دراز ہیں“ (۱۱) تو آپ نے اُن کو اُٹھاتے ہوئے فرمایا کہ تم میرے ساتھ ہو اور وہ جنت میں آپ کی زوجیت میں ہیں۔ (۱۲)

- ۸۔ نسب الموطأ، سورة (۳۳) الأحرار، الآية: ۵۳، ۱۴/۷، ۲۲۴/۱۴/۷
- ۹۔ طبقات ابن سعد، طبقات النساء، زينب بنت جحش رضی اللہ عنہا، ۸۰/۶
- ۱۰۔ تاریخ خلیفہ دمشق، باب ذکر نبیہ و بناۃ علیہ الصلاۃ والسلام و راجدہ ۲۱۳/۳
- ۱۱۔ حضور ﷺ کے زمانہ کا "تم میں سے وہ گورہ سب سے پہلے مجھے ملے والی ہے جس کے ہاتھ دراز ہیں" کو امام بخاری نے اپنی "صحیح" کے کتاب الزکاة، باب بعد باب ابی الصدیقة افضل النبی، رقم: ۳۴۸/۱، ۱۴۶۰ میں اور امام نسفی نے اپنی "صحیح" کے کتاب الفضائل، باب فضائل زینب ام المومنین، رقم: ۱۰۱/۶۳۹۸۔ (۲۴۵۲)، ص ۱۹۱ میں روایت کیا ہے۔
- ۱۲۔ الحصاصہ الکبریٰ، باب بعد باب اختصاصہ ﷺ بحراز الکاح بغیر ولی و شہود، ۲۴۶/۲ و فی المسحۃ الثانیۃ، باب المرأة تحل له بغیر عقدہ ۲۲۹/۲

ابن جریر نے بعضی سے روایت کی انہوں نے کہا کہ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نبی کریم ﷺ سے عرض کیا کرتی تھیں کہ مجھے آپ کے ساتھ تین باتوں پر مانز ہے اور یہ تینوں باتیں آپ کی ازواج میں سے کسی کو حاصل نہیں۔ (۱) میرے جد اور آپ کے جد ایک ہیں، (۲) میرا نکاح اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ آسمان میں کیا، (۳) یہ کہ میرے سفیر جبریل علیہ السلام ہے۔ (۱۳)

۳۲ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا درپاک وہ در ہے کہ جہاں ملائکہ بھی بغیر اذن حاضر نہیں ہوتے۔ ابن سعد و بیہقی نے جعفر بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے، انہوں نے اپنے والد سے طویل روایت کی کہ جب حضور نبی کریم ﷺ غلیل تھے، جبریل علیہ السلام آئے اور حضور نبی کریم ﷺ سے خیریت دریافت کرتے، ایک دن جبریل علیہ السلام حاضر خدمت ہوئے، عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! اللہ تعالیٰ نے مجھے آپ کی طرف آپ کے اکرام اور آپ کی تفصیل اور خاص آپ کے لئے بھیجا ہے، اور آپ سے وہ بات دریافت کرتا ہے جس کو وہ زیادہ جانتا ہے، فرماتا ہے آپ خود کو کیسا پاتے ہیں، حضور ﷺ نے فرمایا کہ ”جبریل! میں خود کو مغموں پاتا ہوں، اور اے جبریل! خود کو مکروب پاتا ہوں“، اُس کے بعد ملک الموت نے دروازے پر اجازت چاہی، جبریل نے کہا یہ ملک الموت ہیں حاضر ہونے کی اجازت مانگتے ہیں، ملائکہ آپ سے پہلے کسی آدمی کے پاس آنے کی اجازت نہ چاہی اور نہ آپ کے پاس آنے کی اجازت چاہیں گے حضور ﷺ نے فرمایا کہ ”ان کو اجازت دو“، اُس وقت جبریل علیہ السلام کے سامنے آ کر کھڑے ہو گئے اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے آپ کی طرف بھیجا ہے، اور مجھے تم سے یہ کہ ہے کہ آپ جو حکم فرمائیں اُس میں آپ کی اطاعت کروں گا، اگر آپ مجھے اپنی روح چاہیں گے کرنے کا حکم فرمائیں تو میں اُسے قبض کروں اور اگر مجھے اپنی روح چھوڑنے کا حکم فرمائیں تو میں اُسے چھوڑ دوں، حضور ﷺ نے فرمایا کہ ”اے ملک الموت! کیا تم یہ کرو گے“، ملک

۱۳۔ تفسیر الطبری سورة الاحزاب، الآیة: ۳۷، رقم: ۳۸۵۲۶، ۳۰۳/۱

۱۴۔ اخصاً طقات ابن سعد طقات النساء زینب بنت جحش، ۷۶/۶

۱۵۔ اخصاً المحصنات الکبریٰ باب بعد باب اختصامہ ﷺ بحوازل النکاح بغیر ولہ و

شہود ۲۴۶/۲ (رو فی النسخة الثالثة، باب المرأة لتحل له بغیر عقیقہ، ۴۲۹/۲)

الموت نے عرض کیا: ہاں مجھے اسی کا حکم دیا گیا“، (خ ملخصاً۔ ۱۴) یہ وہ محبوب ہیں کہ جنہیں دانستہ یا نادانستہ ایذا پہنچ جائے تو خُدا امارض ہو جاتا ہے چنانچہ جب اُن تین صحابہ کے ایک عمل سے نادانستہ حضور ﷺ کو ایذا پہنچی تو قرآن میں اعلان ہو گیا:

نبی کریم ﷺ کو ایذا

﴿وَإِنْ ذَلِكَ كَانَ يُرْذَى الْبَنَىٰ فَيَسْتَعِجِ مِنْكُمْ لَوْ أَنَّ اللَّهَ لَا يَسْتَعِجِ

مِنَ الْعَاقِبَةِ ۚ﴾ (الأنعام: ۱۵)

ترجمہ: بے شک اس میں نبی کو ایذا ہوئی تھی تو وہ تمہارا لحاظ فرماتے تھے

اللہ تعالیٰ حق فرمانے میں نہیں شرما تا۔ (نکاح الامان)

اس آیت جہاں طریقہ ہمارے نبی کی تکلیف کا منو جب ہے اور وہ اپنی وسعت قلبی سے اپنے آپ کو بردہ کر کے اپنے آپ کو ایذا پہنچاتے ہیں، اللہ تعالیٰ اپنے حبیب (ﷺ) کی حمایت حق میں ہے اور اللہ تعالیٰ عز وجل اپنے نبی مکرم سے معمولی ایذا بھی کوار نہیں فرماتا جیسا کہ ہم نے بیان کیا:

﴿وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ رَسُولَ اللَّهِ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾ (۱۶)

ترجمہ: جو رسول اللہ کو ایذا دیتے ہیں اُن کے لئے دردناک عذاب

ہے۔ (نکاح الامان)

﴿وَلَقَدْ خَلَّيْنَا لِلَّذِينَ يَخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَنْ نُصِيبَهُمْ قِتْلَةً أَوْ يَبْسِطَنَّهُمْ

عَذَابًا أَلِيمًا﴾ (۱۷)

ترجمہ: تو ڈریں وہ جو رسول کے حکم کے خلاف کرتے ہیں کہ انہیں کوئی

۱۴۔ المحصنات الکبریٰ، باب ما رفع عند اختصارہ ﷺ من الآيات و الحصاص، ۲۷۳/۲

۱۵۔ سورة الاحزاب، ۵۳/۲۳

۱۶۔ سورة النوبة: ۶۱/۹

۱۷۔ سورة الذور: ۶۳/۲۴

فتنہ پہنچے یا اُن پر دروماک عذاب پڑے۔ (کنز الایمان)

﴿وَمَنْ يُضَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ أَعْدَائِنَا فَإِنَّ اللَّهَ يُضَاقِقُ الَّذِينَ كَفَرُوا وَلَيَسْئِلَ الْمُؤْمِنِينَ أُولَئِكَ مَا تَأْتِي وَنُضِلُّهُمْ أَجْمَعِينَ فَاذْكُرُوا

ترجمہ: اور وہ جو رسول کا خلاف کرے بعد اسی کے کہ حق راستہ اُس پر
مُعصَل چکا اور مسلمانوں کی راہ سے مُجدِ اِراہ چلے ہم اُسے اس حال پر چھوڑ
دیں گے اور اُسے دوزخ میں داخل کریں گے اور کیا ہی بُری جگہ پلٹنے
کی۔ (کنز الایمان)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ قبرستان کی طرف تشریف لے گئے اور اپنی امت کے حال میں حدیث بیان فرمائی، اُس (حدیث) میں یہ ہے کہ ”قیامت کے دن بعض لوگ میرے حوض سے بنادینے جائیں گے، جیسا کہ بھولا ہو اُفت ہٹا دیا جاتا ہے، پس میں انہیں پکاروں گا اُور اُور، اُور اُور، اُور اُور، اُس وقت کہ جیسا کہ یہ دو لوگ ہیں جنہوں نے آپ (ﷺ) کے بعد طریقہ بدل لیا تھا، تب میں ان لوگوں کا دُور ہو جاؤ، دُور ہو جاؤ، دُور ہو جاؤ،“ (یعنی حضور ﷺ کے بعد طریقہ بدل لیا جاتا ہے اور پھر اُن کا اظہار فرمائیں گے)۔ (۱۹)

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت و اتباع جس طرح دنیا و آخرت کا سبب بنتی ہے، اسی طرح نبی کریم ﷺ کی ایذا و اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا وسیع و سبب ہے۔ جنہم کا داخلہ اسی سے ہوگا، جب اللہ تعالیٰ اپنے محبوب ﷺ کو محبوب رکھتا ہے، اُس کی طرف بیان فرماتا ہے، اسی طرح امت کو بھی نبی کریم ﷺ کی محبت میں زندگی گزارا جائے، خدا تعالیٰ

١٨ - سورة النمل: ١١٥

١٩- صحيح مسلم، كتاب الطهارة باب استحباب إطلاء الشربة الخ، رقم: ٣٩/٥١٥.
(٢٤٩) ص ١٤٠

أيضاً القفا بتعريف حقوق المصطفى - القسم الثاني، الباب الأول في فرص الإيمان به
الخ، فصل: ومخالفة أمره الخ، ص ٢٤٥

کی رضا اسی میں ہے۔

لکھا چاہتا ہے رفعتا ہے محمد ﷺ

۲۲- ﴿إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾ (٢٠)

ترجمہ: بے شک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس غیب بتانے والے (نبی) پر اے ایمان والو! ان پر درود اور خُوب سلام بھیجو۔ (کنز الایمان) (۲۱)

آیت درود نبی کریم ﷺ کی صریح نعت ہے

یہ آیت کریمہ حضور نبی کریم ﷺ کی صریح نعت ہے، علامہ واحدی میثاق پوری لکھتے ہیں کہ عثمان واطحہ سے مروی ہے کہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سہیل بن محمد بن سلیمان کو سنا کہ آپ ﷺ فرمایا کہ یہ (دروود و سلام کے حکم کا ثبوت) وہ شرف ہے کہ جس سے اللہ تعالیٰ نے اسے جنت لائے۔ شرف لائے اور یہ شرف حضرت آدم علیہ السلام کو عطا کر دہ شرف ہے زیادہ

۵۶/۳۲
 امام حسینؑ کے قتل کے بعد ان کے پیروں میں لکھتے ہیں کہ "ہم آیت صودا دل ہوئی تو
 حاضر امام حسینؑ کے دربار میں حاضر ہو کر آپ کو بدیہ تحریک پیش کرنے لگے
 (کلیفہؑ کے دربار میں ص ۲۲، ۲۳ بحوالہ مثنوی)

کتاب اس آیت کے لئے اسے اس کا نام لکھتے ہیں کہ ایاہ الیہ ستر ستر فرماتے ہیں جس پر ہم کو تم کو اس
 بات کو جان کر کہ نبی ﷺ پر دو درجہ امتداد سے افضل ہے اس آیت کے زیرِ اُلاہ **وَقُلْنَا بَعْضُكُم لِّبَعْضٍ**
 میں نظر کر کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو تمام امتداد کا حکم فرمایا اور درجہ پہلے خوبیاں اور اپنے فرشتوں کو نبی ﷺ
 پر دو درجہ کا حکم فرمایا اور اس کے فرشتوں کو تمام امتداد کا حکم دیا کہ وہ نبی ﷺ پر دو درجہ کم ہیں اور وہ سب کو ان کا حکم دیتے
 پہلے اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں کے درجہ پر جس میں اس کی طرف امتداد ہے جو ہم نے ذکر کیا ہے
 امتداد اور فضل یعنی جس جہاں امتداد یا امتداد اس پر دو درجہ جتنا ہے جس آیت اس کی اتباع کرو اور ان کو بلا مبالغہ دو درجہ
 کے برابر دینے شروع کرو اور لکھتے ہیں کہ اس بات پر اجماع متفق ہے کہ اس آیت میں نبی ﷺ کا حکم فرماتے ہیں
 ہے (مطالع البایع المسرات، فصل فی فضل الصلاۃ علی النبی ﷺ ص ۲۱) علامہ سیوطی، ابن
 اسامیل، ابن ابی نعیم اس پر اجماع کو اپنی کتاب "الاکوثر لمحمد" (المقصد السابع، الفصل الثانی،
 ص ۲۷۷) میں ذکر کیا ہے

بلغ وہاں ہے جو فرشتوں کو جہ سے کا حکم دے کر انہیں شرف عطا فرمایا گیا تھا کیونکہ یہ جہان نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس شرف کے عطا فرمانے میں فرشتوں کے ساتھ شریک ہوتا اور یہاں اللہ تعالیٰ نے اپنی جناب سے نبی ﷺ پر درود بھیجنے کی خبر دی ہے اور وہ شرف جو اللہ تعالیٰ سے صادر ہو اس شرف سے پہلے ہے جو شرف فرشتوں کے ساتھ مختص ہے۔ (۲۲)

اور اس آیت میں ایمان والوں کو اس ذات پاک پر درود پڑھنے کا حکم دیا گیا، مگر لطف کی بات یہ ہے کہ کام ایک مکر کرنے والے تین (۱) اللہ تعالیٰ، (۲) فرشتے، (۳) مومنین (۱) اللہ تعالیٰ کی طرف سے ”صلوٰۃ“ یہ ہے کہ اللہ رب العزت جلی مجدہ لا تعداد فرشتوں کی محفل میں اپنے محبوب ﷺ کی مدح و ثنا کرتا اور ان میں اپنی پیدا کردہ بے عیب شخصیت پر ماز فرماتا ہے، جیسا کہ ”بخاری شریف“ میں ابو العالیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۲۳) سے منقول ہے:

سَلَامَةُ اللَّهِ تَزَاهُ عَلَيْهِ عِنْدَ الْمَلَائِكَةِ (۲۴)

یعنی، اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبی مکرم ﷺ کی صلاۃ فرشتوں کی محفل میں آپ کی تعریف و تعظیم کا ذکر کرتا ہے۔ (۲۵)

(۲) جب ”صلوٰۃ“ کی نسبت ملائکہ کی طرف ہو تو ہم کہیں کہ اللہ کی نورانی مخلوق (فرشتے) اللہ کے محبوب ﷺ کے درجات کی مزید بلندی کی علامت کی عزت و عظمت

۲۲۔ اسباب النزول للرحمدی، سورۃ (۳۳) الاحزاب، الآیۃ ۲۲۔ ۲۳۔ ابو الایمان محمد بن مہر بن یحییٰ ہے اور بھری تابعی تھے اور غیر میں شہرت کے حامل ہیں۔ ۲۴۔ صحیح البخاری، کتاب التفسیر، باب: ﴿إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ﴾ الآیۃ، ۲۶۴/۳۔ ۲۵۔ علامہ فاضل دہلوی کے ”صلوٰۃ“ کے معنی میں اختلاف ہے (اور اللہ تعالیٰ کی طرف جب صلاۃ کی نسبت ہوگی تو اس میں چند اقوال ہیں) (۱) رحمت و رضوان، (۲) مغفرت، (۳) رحمت، (۴) رحمت مقررہ و تنظیم، (۵) اللہ کی نفاذ پر ”صلوٰۃ“ ان کی تعریف و تعظیم ہے۔ (۶) اللہ تعالیٰ کی لپٹنے میں ﷺ پر ”صلوٰۃ“ تعریف و ثناء و یاد و تکریم ہے (مطالع الجہان، فصل فی فضل الصلاۃ علی النبی ﷺ ص ۳۱)

کے لئے ہر وقت دعا کرتے رہتے ہیں، جیسا کہ حضور پر نور ﷺ کے در اقدس پر روزانہ ستر ہزار فرشتے صبح حاضر ہو کر شام تک اور شام کو ستر ہزار فرشتے حاضر ہو کر صبح تک صلاۃ و سلام پیش کرتے ہیں۔ (۲۶) جو فرشتہ ایک بار حاضری دے چکا پھر دوبارہ قیامت تک حاضر نہیں ہو سکے گا۔

(۳) جب ”صلوٰۃ“ کی نسبت اہل ایمان کی طرف ہو تو معنی یہ ہوں گے کہ غلام اپنے آقا و مولیٰ ﷺ کے لئے اوب و احترام کے ساتھ پیارے پیارے کلمات، جملوں اور الفاظ میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں۔

علامہ آلوسی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ ”صلوٰۃ“ کے معانی اللہ ہونے کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اللہ کے درود بھیجنے کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ عز و جل نے اس نبی میں اپنے محبوب ﷺ کی شان کو اس طرح بلند فرمایا کہ ان کا ذکر بلند رکھا، ان کے سوا کوئی عطا فرمانا، اور ان کی تعلیمات پر عمل کرنے والوں کا سلسلہ آباد جاری رکھا، ان کے درجہ و مراتب میں ان کی عزت و عظمت کا اس طرح مظاہرہ ہوا کہ گناہگاروں کے حق میں ان کی شان بلند ہوئی، انہیں بہتر اجر و ثواب عطا فرمایا کہ بلند مقام پر فائز کیا جائے، ان کے جہان و مقام کو وسیع کیا۔ اس طرح اولیٰین و آخرین میں حضور ﷺ کی عظمت و عظمت نمایاں ہوئی اور تمام مقررین پر آپ کی عزت آشکار ہو جائے گی۔ (۲۷)

۲۶۔ مکتب الذہبی، المقدمة باب إكرام الله تعالى لنبه ﷺ بعد موته، رقم: ۱۹۴، ۳۴/۱۔ ۲۷۔ أيضاً فضل الصلاۃ علی النبی ﷺ للحمضی، رقم: ۱۰۲، ص ۱۱۶-۱۱۸۔ أيضاً کتاب الإحسان، رقم: ۲۱۰۔ أيضاً نقله عنه صاحب المصنوع فی ”مناکاتہ“ فی کتاب أحوال القیامۃ و بدء الخلق، باب الکرامات، الفصل الثالث، رقم: ۵۹۵۵، ۳، ۴۱/۴۔ أيضاً نقله السجاری فی ”القول المجمع“ الباب الأول فی الأثر بالصلاۃ علی رسول اللہ ﷺ، ص ۵۲۔ أيضاً نقله الحمینی فی ”الصلاۃ علی النبی ﷺ“، ص ۱۴۹۔ تفسیر روح المعانی، سورۃ (۳۳) الاحزاب، الآیۃ ۶: ۶، ۲۶، ۲۴/۴۔ ۲۷۔

بعض اسلاف نے اس طرح وضاحت کی ہے کہ اللہ رب العزت جلی وعلا نے اہل ایمان کو محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود بھیجنے کا حکم دیا لیکن ہم نہ تو ان کے بلند مراتب سے کماحقہ واقف ہیں اور نہ ہی ان کے دربارِ عالی کے آداب بجالا کر ہمارے بس ہیں، نہ ہی ہم یہ جانتے ہیں کہ اس حکمِ عالی کی تکمیل کا اہسن طریقہ کیا ہے جو قبول ہو۔ پس ہم ”اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ“ کا ایک معروضہ دربارِ الہی میں پیش کرتے ہیں کہ مولیٰ! تو نے حکم دیا اے حکم جس کی تعمیل کماحقہ ہمارے بس میں نہیں، پس ہم تجھ سے ہی انتہا کرتے ہیں، کہ ہماری جانب سے اپنے پیارے محبوب ﷺ پر درود و سلام نازل فرما دے جیسا کہ حق ہے جو ان کو پسند ہو، اور جو ان کے دربارِ عالی میں مقبول ہو، اگر بندہ عاجز و کمزور ہے تو کیا تو یقین جلیہ معزز چمک اٹھا، دنیا و آخرت کی بھلائیاں نصیب ہو جائیں۔

کوئی عاقبت اندیش یہ گمان نہ کرے کہ حضور ﷺ ہمارے یہاں کتنا ہی سچا ہے، کیونکہ آپ ﷺ ہمیں ذات ہم جیسوں کی بھیجی تھے جو دوسروں سے منفرد نہیں ہو سکتی بلکہ ہم حضور ﷺ کے ساتھ ہیں، ہمیں آپ کی ضرورت ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو ”رحم للعالمین“ فرمایا تو آپ تمام جہانوں کے لئے رحمت بن کر شریف

٢٨- لسان العرب، حرف وى، فصل الصاد المهملة، ٤٦٦/١٤

۲۶۔ امام ابن حجر مکی کو یوں ہی لگتے ہیں کہ درود شریف پڑھنے والا دعا کرنے والا ہے اور حقیقت میں اسے آپ کے مکمل کرنے والا ہے کیونکہ جب ہم کئی بار درود شریف بھیجیں تو اللہ تعالیٰ ہم کو جس مطلب سے نازل فرماتا ہے۔ (الفرد المنصور، مفتحة القامحة الزاوية ص ۷۸) مطلب یہ ہے کہ درود پڑھنے والا اپنے خاکے سے کہ لے درود بھیجتا ہے اور اس کا خاکہ اس کو پہنچتا ہے۔

اور امام فخر الدین رازی لکھتے ہیں جب اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے نبی ﷺ پر درود بھیجتے ہیں تو اسے درود کی حاجت ہے، ہم کہتے ہیں کہ نبی ﷺ کو اس کی حاجت نہیں ہے نہ اس کی حاجت ہے۔ بلکہ درود کے بعد فرشتوں کے درود کی حاجت ہے وہ صرف نبی ﷺ کی تقسیم کے لئے ہے۔ پس جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ہم پر اپنا ذکر واجب کیا حالانکہ اُسے ہمارے ذکر کی حاجت نہیں ہے۔ لیکن اس کا حکم صرف ہماری طرف سے نبی ﷺ کی تقسیم کے اظہار کے لئے اور ہمیں تقویت کے لئے ہے کہ وہ ہمیں اس پر ثواب عطایت فرمائے، اسی لئے نبی ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص مرا ذکر یا درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس بار رحمت فرماتا ہے۔“ (۳۱)

حضور ﷺ پر درود بھیجنے والے پر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتایا کہ ایک دن میں حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو میں نے آپ کو اتنا خوش اور ہشاش بشاش دیکھا کہ اس سے پہلے کبھی ایسا نہ دیکھا۔ پس میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! آج آپ مجھے اتنے خوش نظر آ رہے ہیں کہ اس سے پہلے کبھی میں نے آپ ﷺ کو اتنا خوش نہیں پایا۔ آپ نے فرمایا کہ میں کیوں نہ خوش ہوں کہ ابھی

٣٠- التَّحَرُّقُ الْمَنْصُورُ مقدمة الخاتمة الرابعة ص ٤٧، ٤٨ (الألوان المحتملة، المقصد
التابع، الفصل الثاني، ص ٢٧٤)

٣١- التفسير الكبير، سورة (٢٢) الأحراب، الآية: ٦ هـ ١٨٦/٩

یعنی، دعا اور نماز آسمان اور زمین کے درمیان لگی رہتی ہے اور وہ اُس وقت تک اللہ کی بارگاہ میں پیش نہیں ہوتی جب تک حضور ﷺ پر درود

شریف نہ پڑھا جائے۔ (۳۸)

یہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول نہیں بلکہ مرفوع حدیث کے حکم میں ہے چنانچہ حافظ عراقی نے اس حدیث شریف کی شرح میں لکھا کہ یہ حدیث اگرچہ آپ ﷺ پر موقوف ہے پس اس کی مثل قول اپنی رائے سے نہیں کئے جاتے، یہ امر تو قیفی ہے پس اس کا حکم مرفوع کا حکم ہے جیسا کہ امر حدیث و اصول کی ایک بڑی جماعت نے اس کی تصریح کی ہے۔ (۳۹)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد ہے:

إِنْ الدُّعَاءُ فَخُحُّوْهُ حَتَّى يَصْلَى الذَّاعِنُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ (۴۰)

یعنی، دعا بارگاہ الہی میں پیش نہ کی جائے گی جب تک کہ دعا کرنے والا نبی کریم ﷺ پر درود شریف نہ پڑھے۔

جو چاہے ہو کہ کچھ رزق کی کشائش ہو تو اس جناب پر اے مُہلبسو درود پڑھا۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی جب بارگاہِ رب کی بارگاہِ رب میں اللہ تعالیٰ کے دربار میں التجا کرے تو پہلے اپنے رب کی اُس کی بارگاہِ رب میں التجا کرے۔ پھر نبی کریم ﷺ پر درود پڑھے پھر اپنے رب سے التجا کرے۔ (۴۱)

۳۸۔ امام ترمذی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: لَا تَدْعُو اللَّهَ حَتَّى تَقْرَأَ بِرُوحِ الْوَحْيِ الشَّاهِدِ الْأَرْضِ، لَا تَدْعُو اللَّهَ حَتَّى تَقْرَأَ عَلَى نَبِيِّكَ (یعنی اللہ تعالیٰ سے دعا نہ کرو جب تک کہ تم نے وحی کے روحِ شاہدِ زمین پر دعا نہ کی ہو، دعا نہ کرو جب تک کہ تم نے اپنے نبی پر دعا نہ کی ہو)۔

۳۹۔ تحقیق محمود محمد نثار علی السُّنَنِ الترمذیہ ابواب الوتر، باب ما جاء فی فضل الصلاة على النبي ﷺ، ۳۶/۲

۴۰۔ المُعْجَمُ الْأَوْسَطُ لَطْفَرَانِي، رقم: ۷۶۱/۱، ۶۱۱/۱
ایضاً مُعْجَمُ الزَّوَالِدِ كِتَابُ الْأَدْعِيَةِ، باب الصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ، رقم: ۱۷۲۷۸، ۱۸۰/۱۰ و قال: رجالة ثقات و فيه: حتى يصلي على محمد ﷺ و على آل محمد

ضرور قبول ہوگی۔ (۴۱)

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نماز پڑھ رہا تھا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام، حضرت ابو بکر، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما شریف فرماتے، جب میں نماز سے فارغ ہو کر بیٹھا تو میں نے پہلے اللہ کی حمد و ثناء کی پھر نبی کریم ﷺ پر درود پاک پڑھا، پھر اپنے لئے دعا کی تو اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ”سَلِّ نَعْمَةً، سَلِّ نَعْمَةً“ اب جو چاہو مانگو دینے جاؤ گے، جو چاہو مانگو دینے جاؤ گے۔ (۴۲)

اللہ تعالیٰ سے دُعا کا طریقہ نبی کریم ﷺ کی زبانی

امام ترمذی نقل فرماتے ہیں حضرت دُھالہ بن عہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک روز حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام شریف فرماتے کہ ایک شخص آیا اُس نے نماز پڑھی اور دعا مانگنے کا کہ اے اللہ! مجھے بخش دے، اور مجھ پر رحم فرما۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، اب دعا پڑھو۔ بہت جلدی کی جب نماز پڑھ چکے تو میخو اللہ کی حمد و ثناء کرو، پھر مجھ پر درود پڑھو۔ (۴۳)

۴۱۔ امام ترمذی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: لَا تَدْعُو اللَّهَ حَتَّى تَقْرَأَ بِرُوحِ الْوَحْيِ الشَّاهِدِ الْأَرْضِ، لَا تَدْعُو اللَّهَ حَتَّى تَقْرَأَ عَلَى نَبِيِّكَ (یعنی اللہ تعالیٰ سے دعا نہ کرو جب تک کہ تم نے وحی کے روحِ شاہدِ زمین پر دعا نہ کی ہو، دعا نہ کرو جب تک کہ تم نے اپنے نبی پر دعا نہ کی ہو)۔

۴۲۔ المُعْجَمُ الْكَبِيرُ لَطْفَرَانِي، رقم: ۸۷۸۰، ۱۵۵/۹، ۱۵۶
ایضاً مُعْجَمُ الزَّوَالِدِ كِتَابُ الْأَدْعِيَةِ، باب فيما يستفتح به الدعاء الخ، رقم: ۱۷۶۵۵، ۱۷۶/۱۰ و قال: رجالة رجال الضحیح لا ابن اكا عبدة لم يسمع عن ابيه
ایضاً المُعْجَمُ بتعريف حقوق المصطفى، القسم الأول، الباب الرابع، فصل فی المواطن التي يستحب فيها الخ، ص ۲۷۵

۴۳۔ سنن الترمذی، ابواب الشفر، باب ما ذكر فی الدعاء على الله و الصلاة على النبي ﷺ، رقم: ۹۳، ۴۳۵/۱

۴۳۔ سنن الترمذی، کتاب الدعوات، باب ما جاء فی جامع الدعوات، باب (۶۵)، رقم: ۳۵۴/۴، ۳۵۴/۴
ایضاً المُعْجَمُ الْكَبِيرُ لَطْفَرَانِي، رقم: ۳۰۸/۱۸
ایضاً مُعْجَمُ الزَّوَالِدِ رقم: ۷۲۵۷، ۱۷۴/۱۰

اگر حضور کی مد نظر حضوری ہے حضور قلب سے اے دوستو درود پڑھو جو اس حبیب کا مد نظر نگارہ ہے پڑھو درود پڑھو عاشقوں درود پڑھو (نورۃ الواعظین)

حافظ نور الدین سیفی کی حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت میں ہے کہ حضور ﷺ نے دعا کے آداب سکھاتے ہوئے فرمایا:

فَاذْكُرُونِيْ فِيْ اَوَّلِ السُّعَاءِ وَفِيْ وَسْطِهِ وَفِيْ آخِرِ السُّعَاءِ (۴۴)

یعنی، دعا کے اول میں اور اُس کے درمیان میں اور دعا کے آخر میں میرا ذکر کرو۔

جب قیامت کے دن کسی مومن کی نیکیوں کا وزن کم ہوگا تو نبی کریم ﷺ اٹکی کے برابر کاغذ کا ٹکڑا میزان میں رکھ دیں گے، جس سے اُس کی نیکیوں کا پلہ بھاری ہو جائے گا، یہ دیکھ کر وہ مومن عرض کرے گا، میرے ماں باپ آپ پر قربان، آپ کون ہیں؟ آپ کی صورت سیرت بہت اچھی تھی ہے، تو حضور ﷺ ارشاد فرمائیں گے کہ ”میں تیرا نبی ہوں اور میری شریف ہے جو تجھ پر پڑھا کرتا تھا اور آج تیری ضرورت کے وقت میں نے تجھے اس کا پلہ دے دیا۔“ (۴۵)

نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ اُس کی پاک جان اور عروس کے پاس میرا

۴۴۔ کشف الاستار، کتاب الادبۃ، باب الصلاۃ علی النبی ﷺ، (ص ۳۰، ۳۱، ۳۲)

ایضاً مصحح الزوائد برقم: ۱۷۲۵۶، ۱۷۴/۱۰

۴۵۔ اے امام غزالی نے ”المواہب اللغیۃ“ کے المقصد العاشر، الفصل الثالث فی تعظیمہ ﷺ فی الآخرۃ، (۴۶۱/۳) میں اور امام ابن حجر مکی شافعی نے ”الذکر المتعبد“ کے الباب الرابع (ص ۱۷۱، ۱۷۲) میں لکھا ہے اور امام ربیعانی نے ”شرح الزکاء فی“ (المقصد الحاشیہ، الفصل الثالثہ ۳۶۱/۱۶) میں لکھا ہے کہ اسے ابن ابی لکھنے والے حضرت ابن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث سے ترجیح فرمایا ہے جو امام السنن کے والد حضرت علامہ علی بن حاتم نے ”الکلام الاوضح“ (ص ۲۴۳) میں کچھ تفسیر کے ساتھ نقل کیا اور علامہ سعدی علی قادری نے ”کلمتہ درود“ (ص ۱۹) میں ”المواہب اللغیۃ مع شرح الزکاء فی“ کے حوالے سے بیچن نقل کیا ہے۔

ذکر کیا گیا اور اُس نے مجھ پر درود نہ پڑھا۔ (۴۶)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کہ حضور ﷺ نے فرمایا، کوئی مسلمان جب مجھ پر سلام عرض کرتا ہے چاہے وہ مشرق میں ہو یا مغرب میں، میرے رب کے فرشتے اُس کو سلام کا جواب ارشاد فرماتے ہیں، کسی نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ! جب کوئی مدینہ میں سلام عرض کرتا ہے اُس کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ فرمایا، کریم کا جو بڑا واسپنے پڑوسی ہے ہوتا ہے۔ (۴۷)

امام بخاری فرماتے ہیں کہ جب مزار پر انوار پر حاضر ہونے والے کا جواب حضور ﷺ عطا فرماتے ہیں تو اس سے ثابت ہوتا ہے کہ آفاق عالم میں جو غلام بھی آپ پر درود سلام پیش کرتا ہے آپ ﷺ اُس کا جواب عنایت فرماتے ہیں۔ (۴۸)

درود شریف قرب الہی کا ذریعہ ہے

درود شریف کے ”حلیۃ الاولیاء“ میں لکھا کہ حضرت کعب کی ایک روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کی طرف وحی بھیجی اور فرمایا، اے موسیٰ! اگر دنیا میں میری حمد و ثناء نہ ہوتی تو میں بارش کا ایک قطرہ بھی آسمان سے نازل نہ کرتا اور نہ ہی زمین پر کھجور کا پتہ پیدا کرتا۔ بہت سی چیزوں کا ذکر فرمایا، پھر ارشاد ہوا کہ اے موسیٰ! کیا تم چاہتے ہو کہ تمہیں میرا قرب حاصل ہو، جیسے تمہارے کلام کو تمہاری زبان سے تُرب ہے، جیسے

۴۶۔ حسن الترمذی، کتاب الدعوات، باب قول رسول اللہ ﷺ ”رَبِّمَ أَنْفٍ وَبَحَلٍ“، برقم: ۳۵۴۵، ۳۸۹/۴

ایضاً الشفا بتعريف حقوق المصطفى، القسم الاول، الباب الرابع، فصل فی ذم من لم یصل علی النبی ﷺ واثمه، ص ۲۸۳

۴۷۔ حلیۃ الاولیاء، مالک بن انس، برقم: ۵۶۲۱، ۳۰۳/۶، ۳۰۴، دار إحياء التراث العربی، و ۳۹۴/۶ و در الکتاب العربی


ایضاً تفسیر الفیقہ، کتاب الحج، باب فوجن یصلون علی النبی ﷺ، برقم: ۱۷۷۳، ۱۰۷۰/۶

ایضاً المحوّر المنظم للفصل الثانی فی فضائل الزیارة و فوائدہا، ص ۷۴، ۷۵، در الحاوی

۴۸۔ القول الدعی فی الصلاۃ علی الحبیب الشفیع، فوائد بحتم بہاء الباب الرابع، ص ۱۶۸

خطر است قلب کو دل کے ساتھ ٹر ب ہے، جیسے آپ کی روح کو جسم کے ساتھ ٹر ب ہے اور جیسے آپ کی نظر کو آپ کی آنکھوں سے ٹر ب ہے، موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کی ہاں مولیٰ، اے اللہ میں ایسا ہی ٹر ب چاہتا ہوں، پس اللہ عزوجل نے فرمایا، تو تم میرے حبیب ﷺ پر درود پڑھو۔ (۴۹)

درویش ریف نہ پڑھنے کا وبال

عارف باللہ سیدنا امام شہرانی کا ارشاد گرامی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہم سے عہد لیا کہ ہم دن رات درود شریف بکثرت پڑھیں اور یہ کہ ہم مسلمان بھائی بہنوں کو درود پڑھنے کا اجر و ثواب بتائیں، اور ہم سید عالمؐ پر ہمیشہ  محبت و عقبت کے اظہار کے لئے درود پڑھنے کی انہیں بھرپور رغبت دلانیں (اور درود شریف پڑھنے والے کو چاہئے کہ با وضو وضو رکب کے ساتھ درود پڑھے، کیونکہ یہ بھی نماز کی طرح مناجات ہے، اگرچہ اس کی وضو شرط نہیں)، اگر مسلمان روزِ جمعہ و شام ہزار سے بھی ہزار تک درود پڑھ جائے اور غافل نہ ہو یہ سارے اعمال سے افضل ہوگا۔ درود شریف دینار (روایت: ابوداؤد) میں گریب حاصل کرنے کا ذریعہ ہے، اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کی کوئی قیمت نہیں۔ جسے اللہ تعالیٰ عزوجل نے دنیا و آخرت میں صاحبِ عمل و عقیدہ اور صابغِ برکت کے طور پر عطا فرمایا ہے۔

٤٩- الغزل المديح في الصلاة على المحب الغائب، الباب الثاني من ثواب الصلاة على النبي
 ﷺ الجزء، ص ١٣٧

أيضاً سعادة الثقلين في الصلاة على سيد الكونين ﷺ الباب الثاني فيما ورد عن الأنبياء
والعلماء في فضل الصلاة عليه ﷺ ص ١٥

١٣٥

٥١- مسائل الخنفاء، المطلب السادس، الفصل الثاني في فرائدها وثمراتها، ص ١٩٠ و
قال: واهو القاسم الثيم، في "مغنية"

٥٦- تاريخ مدينة دمشق، موسى بن عمران، كرجة: رقم: ١٧٤١، ١٥٠/٦١

أيضاً أورده الـهـتـمـي في "الذُر المنضرد" الفصل الرابع في فرائد الصلاة الخ، ص ١٧٦

٥٦- سُنن ابن ماجه كتاب إقامة الصلاة والخ، باب الصلاة على النبي ﷺ رقم: ٩٠٨، ٤٩١/١
أيضاً المعجم الكبير للطبري، ١٨٠/٢ عن ابن عباس رضي الله عنهما

علامہ سید سعادت علی قادری نے ”مطالع المسرات“ سے نقل کیا (۶) کہ حضرت علامہ قاسی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لئے درود شریف کو اپنی رضا اور کرب حاصل کرنے کا ذریعہ بنایا ہے۔ لہذا جو شخص ہفتاد درود پاک نیا دہ پڑھے گا اُٹھا وہی رضا اور کرب کا حقدار قرار پائے گا اور اس بات کا مستحق ہوگا کہ اُس کے سارے کام آسان ہوں اور پورے ہوں اور اُس کے گناہ بخش دینے جائیں اور اُس کی سیرت پاکیزہ ہو اور اُس کا دل روشن ہو۔ (۱۱)

درود شریف پڑھنے کا حکم کیوں دیا گیا؟

امام فخر الدین رازی شافعی فرماتے ہیں کہ درود شریف پڑھنے کا حکم اس لئے دیا گیا ہے کہ انسان کی روح جبلی طور پر ضعیف ہے، پس درود پڑھنے سے اُس میں انوار الہی کی تجلیات قبول کر لینے کی استعداد پیدا ہو جاتی ہے، جس طرح آفتاب کی کرنیں مکان کے روشن دانوں

ایضاً مسند إسحاق بن راہویہ مسند أبي هريرة رقم: ۵۲۰ ص ۲۰۴ وقال مسند رجاله ثقات رجال التليح بن غير أبي صحر وهو صديق قاله ابن حجر في التلخيص رقم: ۱۰۵۴۶/۱ ص ۲۹۷
ایضاً آورده النووي في ”الأذکار“ كتاب الصلاة على النبي ﷺ رقم: ۳۰ و صححه أيضاً العسقلاني في ”الفتح“ كتاب الحج باب دعاء الحاج وبه إجماع العمل إلى آخره رقم: ۱۰۷۷ (۷۰) ۵۴۶/۲
ایضاً الهیثمی فی ”مجمع الرواد“ کتاب الادعية باب الصلاة على النبي ﷺ رقم: ۱۷۶۹۶، ۱۸۴/۱۰

ایضاً الهیثمی فی ”الترغيب والترغيب“ الفصل الرابع فی فوائد الصلاة الخ، ص ۱۵۶ وقال: سند حسن، بل صححه الترمذی فی ”الأذکار“

۶۰۔ مگر درود شریف ص ۳۸، ۳۹

۶۱۔ امام ابو عبد اللہ محمد بن سلیمان جزولی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس کی کسی حاجت کا پورا ہونا مشکل ہو جائے وہ مجھ پر کثرت سے درود شریف پڑھے تو اُس کے تمام کام و کرب دور ہو جائیں گے۔“ (۱) میں کثرت ہوگی اور حاجتیں پوری ہوں گی۔ (طائفل الحیرات، فصل فی فضل الصلاة على النبي ﷺ، ص ۲۵)

سے اندر جھانکتی ہیں، تو اُس مکان کے درود یار روشن نہیں ہوتے، لیکن اگر اُس مکان کے اندر پانی کا طشت یا آئینہ رکھ دیا جائے تو آفتاب کے عکس سے مکان کی چھت اور درود یار چمک اٹھتے ہیں، اس طرح اُمت کی رو میں اپنی فطری کمزوری کی وجہ سے غفلت کدہ میں پڑی ہوتی ہیں، وہ حضور ﷺ کی روح انور سے جو کہ سورج سے بھی روشن تر ہے، اُس کی نورانی کرنوں سے روشنی حاصل کر کے اپنے باطن کو چمکاتی ہیں، اور یہ استعداد صرف درود پاک سے حاصل ہوتی ہے جو پانی کے طشت یا آئینہ کی طرح ہے، اس لئے نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”وَلَيْلِي النَّاسِ يَوْمَ الْفَيْفَاءَةِ اُكْزَلُغَمَ عَلَيَّ صَلَاةُ“ (۶۲)

یعنی، قیامت کے دن مجھ سے قریب ترین وہ شخص ہوگا جو مجھ پر نیا دہ درود بھیجتا ہوگا۔ (۶۲)

اس کے بعد مسلمان بھائیو! نبی کریم ﷺ پر بے شمار صلوة و سلام بھیجا کر کہ یہ وہ عمل ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ پر درود و سلام کے پھول نچاؤ فرماتا ہے اور اس سے اللہ تعالیٰ کی رحمتیں ٹپکتی کرتے رہتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ تم سے بھی مطالبہ کرتا ہے کہ تم میں اس کی بات کو عمل میں لائیں اور اللہ تعالیٰ کو اس کی تعریف و ثناء کرو اور کثرت سے درود و سلام پڑھو۔ یہی وہ واحد عمل ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو قبول ہونے کا شہ تک نہیں کیا جا سکتا، اور سنو! یہی وہ واحد عمل ہے جو نبی کریم ﷺ کی خوشی کا سبب ہے، جہنم سے آزادی کا پروانہ ہے، جس سے نبی کریم ﷺ خوش ہو گئے اُس پر اللہ تعالیٰ بھی راضی ہے۔

۶۲۔ سنن الترمذی ابواب البر، باب ما جاء فی فضل الصلاة على النبي ﷺ رقم: ۴۸۴، ۳۵۶/۱
ایضاً الإحسان بترييب صحيح ابن حبان، كتاب الزاقي، باب الادعية رقم: ۱۰۸، ۱۳۳/۲
ایضاً مولود الطمان، كتاب الادعية، باب الصلاة على النبي ﷺ رقم: ۲۳۸۹، ص ۵۹۴
ایضاً الطحا بتعريف حقوق المصطفى، القسم الأول، الباب الرابع، فصل فی فضيلة الصلاة على النبي ﷺ الخ، ص ۲۸۲
ایضاً الترغيب والترغيب، الفصل الرابع فی فوائد الصلاة الخ، ص ۱۷۷

۶۳۔ معارج النشوة مقدمہ فضل بنعم، در فضائل صلوات الخ، و وظیفہ غایہ در لطائف، آہ کریمہ ﷺ وَاللَّهُ عَلِيمٌ خَلِيقُهُ الْآيَةُ، النطفة الأخرى (۱/ ۱۰۴) (و معارج النشوة ۳۱/۱)

نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں جب جبریل امین درود پڑھنے والوں پر انعامات کے نازل کی خبر لے کر آئے حضور نبی کریم ﷺ بے حد خوش و مسرور تھے، کہ اس میں امت کی مغفرت و بخشش اور درجات کی بلندی کا ذریعہ ہے جیسا کہ حدیث ابن طلحہ میں پہلے گزرا (۶۷) اللہ تعالیٰ اپنے پیارے محبوب کریم ﷺ کو امت کی بخشش کا مودودے کر خوش کر رہا ہے۔ سبحان اللہ شانِ مصطفیٰ ﷺ کر

خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ

۲۳۔ وَ الْقُرْآنِ الْحَكِيمِ ۝ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ ۝ عَلٰی صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ۝ (۱۰)

ترجمہ: حکمت والے قرآن کی قسم، بے شک تم سیدھی راہ پر بھیجے گئے ہو۔ (نکولہ المآل)

”یس“ کے بارے میں اقوال علماء

”یس“ کے متعلق علماء تفسیر کے متعدد اقوال ہیں: (۱) یہ سورت کا نام ہے (۲) قرآن کے اسماء میں سے ہے، (۳) یہ اللہ تعالیٰ کا اسم پاک ہے، (۴) یہ سورت کا نام ہے، (۵) ”یس“ یا ”یا انسان“ ہے اور اس سے مراد انسان کا نام ہے، (۶) یہ سورت کا نام ہے، (۷) رحمت عالمیان ﷺ کے اسماء مبارک سے ہے، (۸) یہ سورت کا نام ہے، (۹) یہ سورت کا نام ہے، (۱۰) یہ سورت کا نام ہے۔

۶۴۔ طواغوت کا شفی نے معارج النشوة میں نقل کیا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب یہ آیہ کریمہ ﴿يٰۤاَيُّهَا النَّفۡثُ وَ النَّفۡثَةُ وَ النَّفۡثَةُ﴾ نازل ہوئی تو میں نے اللہ کے مبارک پیغمبر ﷺ کو دیکھا کہ ان کے دلوں کی طرح انہما کی خوشی سے کھل گیا اور فرماتے تھے: مجھے مبارک! وہ پیش کر دے کہچہ پروہ آیت نازل ہوئی ہے جو میرے نزدیک دنیاوی دنیا سے ہر چیز سے بہتر ہے ﴿يٰۤاَيُّهَا النَّفۡثُ وَ النَّفۡثَةُ﴾ بِمُحَمَّدٍ عَلٰی النَّبِيِّ ﴿﴾ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں میں نے حضور ﷺ سے عرض کر دیا کہ یہ آیت نازل ہوئی تو میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو آپ کو یہ بخت مبارک ہو کر صحابہ کرام مبارک! دوسرے ائمہ معارج النشوة مقدمہ فصل پنجم، وظیفہ ثانیہ الطلیعة الاخری، ۱۰/۱ و معارج النشوة مترجم، ۳۱۱/۱

معنی ہے ”یا سبِّد البشَر“۔ (۶۶)
علامہ آلوسی فرماتے ہیں:

اللَّهُ تَعَالٰی الْمَغْطٰی وَ اَنَا الْقَاسِمُ فَمَنْزِلُهُ عَلٰی مَنْ لِّعَالَمٍ بِأَسْرِهِ
بِمَنْزِلَةِ الْقَلْبِ مِنَ الْبَیِّنِ فَمَا الْطِفِ الْفَتْحِ قَلْبِ الْقُرْآنِ بِقَلْبِ
الْاَکْوَانِ (۶۷)

یعنی، حضور ﷺ نے فرمایا ”وہیے والا اللہ تعالیٰ اور بانٹنے والا میں ہوں“، اس حدیث پاک کے مطابق کائنات کے جسم میں حضور دل کی مانند ہیں۔ اور سورہ یسین قرآن کریم کا دل ہے (۶۸) اس سورہ کا آغاز کتنا پیارا ہے اس سورت کا قرآن کے دل کو ساری کائنات کے دل کو ذکر سے شروع کیا جا رہا ہے۔

۶۶۔ طواغوت کا شفی نے معارج النشوة میں نقل کیا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب یہ آیہ کریمہ ﴿يٰۤاَيُّهَا النَّفۡثُ وَ النَّفۡثَةُ وَ النَّفۡثَةُ﴾ نازل ہوئی تو میں نے اللہ کے مبارک پیغمبر ﷺ کو دیکھا کہ ان کے دلوں کی طرح انہما کی خوشی سے کھل گیا اور فرماتے تھے: مجھے مبارک! وہ پیش کر دے کہچہ پروہ آیت نازل ہوئی ہے جو میرے نزدیک دنیاوی دنیا سے ہر چیز سے بہتر ہے ﴿يٰۤاَيُّهَا النَّفۡثُ وَ النَّفۡثَةُ﴾ بِمُحَمَّدٍ عَلٰی النَّبِيِّ ﴿﴾ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں میں نے حضور ﷺ سے عرض کر دیا کہ یہ آیت نازل ہوئی تو میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو آپ کو یہ بخت مبارک ہو کر صحابہ کرام مبارک! دوسرے ائمہ معارج النشوة مقدمہ فصل پنجم، وظیفہ ثانیہ الطلیعة الاخری، ۱۰/۱ و معارج النشوة مترجم، ۳۱۱/۱

۶۷۔ طواغوت کا شفی نے معارج النشوة میں نقل کیا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب یہ آیہ کریمہ ﴿يٰۤاَيُّهَا النَّفۡثُ وَ النَّفۡثَةُ وَ النَّفۡثَةُ﴾ نازل ہوئی تو میں نے اللہ کے مبارک پیغمبر ﷺ کو دیکھا کہ ان کے دلوں کی طرح انہما کی خوشی سے کھل گیا اور فرماتے تھے: مجھے مبارک! وہ پیش کر دے کہچہ پروہ آیت نازل ہوئی ہے جو میرے نزدیک دنیاوی دنیا سے ہر چیز سے بہتر ہے ﴿يٰۤاَيُّهَا النَّفۡثُ وَ النَّفۡثَةُ﴾ بِمُحَمَّدٍ عَلٰی النَّبِيِّ ﴿﴾ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں میں نے حضور ﷺ سے عرض کر دیا کہ یہ آیت نازل ہوئی تو میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو آپ کو یہ بخت مبارک ہو کر صحابہ کرام مبارک! دوسرے ائمہ معارج النشوة مقدمہ فصل پنجم، وظیفہ ثانیہ الطلیعة الاخری، ۱۰/۱ و معارج النشوة مترجم، ۳۱۱/۱

۶۶۔ تفسیر القرطبی، سورۃ (۳۶) یس، الآیۃ: ۱، ۵۰/۱۵/۸

ایضاً المواہب اللدیہ المقصد السادس، النوع الخامس، الفصل الرابع، ۴۴۷/۳

ایضاً مدارج النشوة، باب سوم، وصل لؤ مناقب جلیلہ، ۶۵/۱

۶۷۔ تفسیر روح المعانی، سورۃ (۳۶) یسین، باب الإشارۃ ۲۳، ۸۵/۶۴، ۸۶

۶۸۔ المصنوع للإمام أحمد، ۲۶/۵

ایضاً سنن القاری، رقم: ۳۳۶/۶، ۲۳۱۶

”قسم بیان فرماتے ہوئے صرف ”و القرآن“ نہیں فرمایا، بلکہ ”و القرآن الحکیم“ فرمایا، یعنی قرآن جس کی قسم بیان کی جارہی ہے کہ یہ کوئی عام کتاب نہیں بلکہ یہ کتاب حکیم ہے یعنی یہ ہر اذہمت ہے یا یہ ایسی حکیم کتاب ہے کہ باطل کسی کو شہ سے اس پر حملہ نہیں کر سکتا۔ (۶۹) نقاش رحمۃ اللہ علیہ (۷۰) کہتے ہیں کہ کتاب مجید میں اللہ عز وجل نے کسی نبی کی رسالت کی قسم نہیں بیان فرمائی سوائے حضور ﷺ کے اور اس میں حضور ﷺ کی بڑی تعظیم و ترقی ہے۔ (۷۱)

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

أَنَا سَيِّدُ وَلَدِ آدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الْح (۷۲)

یعنی، میں قیامت میں تمام اولاد آدم کا سردار ہوں گا۔ (۷۳)

۶۹۔ تفسیر ابن کثیر، سورۃ یسوز: ۶۰-۱/۳۶، ۷۴/۳

۷۰۔ یہ فقیر محمد بن الحسن بن محمد بن زید دمشقی بغدادی مکی، مغیر ہیں (مریبل الحفاء عن الفاظ الغفاء، ص ۳۶)

۷۱۔ الغفاء بتعریف حقوی المصطفیٰ، القسم الاول، الباب الاول، الفصل الرابع، ص ۲۱

۷۲۔ صحيح مسلم، كتاب الفضائل، باب لمفضل ليشنا ﷺ على جميع الخلاوي برقم: ۳/۶۱۰۴ - (۶۲۷۸) ص ۱۱۸

۷۳۔ أيضاً سنن أبي داود، كتاب السنن، باب في التحريم الصلاة والسلام برقم: ۴۶۷۳، ۳۶/۵

۷۴۔ أيضاً سنن الترمذی، كتاب المناقب، باب فضل النبي ﷺ برقم: ۵۶۵/۴، ۴۳۰۸

۷۵۔ أيضاً المسند للإمام أحمد: ۶/۳

۷۶۔ أيضاً سنن الترمذی، المعجمه باب ما أعطى النبي ﷺ من الفضل، برقم: ۲۴/۱ و غیر: أَمَّا سَيِّدُ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

۷۷۔ نبی ﷺ نے قیامت کے روز کی تین کیلیں رکائی حالانکہ دنیا میں بھی تمام نولا آدم کے سردار ہیں، نبی ﷺ کا یہ اس طرح ہے جس طرح اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے ﴿وَالَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ طَائِفَةٌ مِّنْ فَضْلِهِ﴾ (سورۃ الفاتحہ ۲/۱) ترجمہ: ”روز جزا کا مالک“ حالانکہ دنیا میں لوگوں، مالوں، غرض یہ کہ ہر شے کا مالک اللہ تعالیٰ ہی ہے سو روز جزا کی امت کی تین کا معاد یہ ہے کہ دنیا میں لاکھوں لاکھوں لوگ اللہ تعالیٰ کی ناک

لام احمد (۷۴)، ابو داؤد (۷۵)، نسائی (۷۶)، ابن ماجہ (۷۷)، اور طبرانی (۷۸) نے حضرت مہمل بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: ”بئسین قرآن کا دل ہے، اور اس لئے اس کا سورۃ کا نام سورۃ بئسین رکھا“ اور فرمایا ”اس سورۃ مبارک کے لئے حکم ہے کہ اسے مرنے والوں پر تلاوت کرو“۔ (۷۹)

اور ابو نصر بخاری رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے راوی ہیں فرماتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قرآن کریم میں ایک سورت ہے، جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک ”عظیمہ“ ہے اور اس کا پڑھنے والا اللہ تعالیٰ کے حضور ایسا شرف والا ہے کہ قیامت کے دن (تنبیہ) رفع و مفر کے لوگوں سے زیادہ کی شفاعت کرے گا، وہ سورۃ بئسین ہے“۔ (۸۰)

لام بیہقی نے حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی کہ حضور ﷺ نے

خبردار سنن اس روز اللہ تعالیٰ کے مالک ہونے کا اہم گھروں کا کہ جو دنیا میں مالک نہیں مانتے تھے وہ بھی نبی ﷺ کی طرح لاکھوں کروڑوں انسان ایسے ہیں جو حضور ﷺ کو سردار نہیں مانتے اس روز میں آپ ﷺ کی شفاعت کا حاجت مند ہیں کہ تمام گھروں پر جلد فرزندوں ملے جو دنیا میں آپ کو سردار نہیں مانتے کہ نبی ﷺ اللہ تعالیٰ کا فرما ہے ﴿وَيُحْيِي نَفْسًا مِّنْ مَّوْتًا﴾ (سورۃ النبی ۲۱/۱۹) ترجمہ: ”قرب ہے کہ تمہیں تمہارا رب ایسی جگہ کھڑا کرے جہاں سب سہا سہا کر رہا ہے“

مسند الإمام أحمد: ۲۶/۵

۷۸۔ سنن أبي داود، كتاب الحنواف، باب الفرة عند العیت، برقم: ۳۱۶۱، ۳۱۶/۳

۷۹۔ سنن الترمذی، الباب الثاني، ما يقرأ على العیت، برقم: ۱۰۸۳، ۳۰۸

۸۰۔ سنن ابن ماجه، كتاب الحنواف، باب ما جاء فيها قال عند العريض النخ، برقم: ۱۴۴۸

۲۰۹، ۲۰۹/۲

۷۸۔ المعجم الكبير للطبرانی، برقم: ۱۱، ۲۰۹/۲، ۵۴۱، ۲۳۱/۲۳۰

۷۹۔ پوری روایہ تمام کتب بزرگوں میں ملے ہے ”سنن أبي داود“ اور ”سنن ابن ماجه“ میں صرف مرتبہ والوں پر سورۃ بئسین تلاوت کرنے کا حکم ہے اور ”سنن الترمذی“ (کتاب فضائل القرآن، برقم: ۲۳۶/۲، ۲۳۶/۲) میں ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر شے کا دل ہوتا ہے اور قرآن کریم کا دل سورۃ بئسین ہے۔

۸۰۔ تفسیر الحسان، الجزء الثاني والعشرون، سورۃ یس: ۶۰۷/۵

فرمایا: ”سورہ نبیین تو ریت میں ”مغنیہ“ کہلاتی ہے، اس کے پڑھنے والے کے لئے دنیا و آخرت کی بھائییاں ہیں، اور یہ دنیا و آخرت کی بلاؤں سے حفاظت کرتی ہے، اور دنیا و آخرت کے نبول سے محفوظ رکھتی ہے، اور ہر قسم کی مصیبتیں جو اُس کے لئے مقرر ہوں، دفع کرتی ہے اور اُس کی تمام حاجتیں پوری کرتی ہے۔“ (۸۱)

اور حضرت عطاء بن ابی رباح روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے دن کے ابتدائی حصہ میں سورہ نبیین کی تلاوت کی اُس کی حاجتیں پوری کر دی گئیں“، اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ جس نے صبح کے وقت سورہ نبیین کی تلاوت کی اُسے اس دن کی شام تک آسانی دے دی گئی اور اس جس نے رات کی ابتداء میں پڑھی تو اُسے اس رات کی صبح تک آسانی دے دی گئی۔ (۸۲)

ترمذی (۸۳)، دارمی (۸۴) اور احمد (۸۵) حدیث اُنس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں: ”جو سورہ نبیین پڑھتا ہے، اللہ تعالیٰ اُسے دس قرآن پڑھنے کا ثواب عطا فرماتا ہے۔“

بعض نے ذکر کیا ہے جو سورہ نبیین پڑھے، اُسے اللہ تعالیٰ بائیس قرآن کی تائید عطا فرماتا ہے۔ (۸۶)

اور یحییٰ ”شعب الایمان“ میں ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ کبار تابعین سے ہیں: ”جو سورہ نبیین ایک بار تلاوت کرے اُس کے لئے سورہ بقرہ قرآن مجید کے“۔ (۸۷)

- ۸۱۔ تفسیر الحسناتہ الحرۃ الثانی و العشرۃ، سورۃ یس، ۶۰۷/۵
- ۸۲۔ الاکوار النبعة، کتاب فضائل القرآن، فضل سورۃ یس، برقم: ۹۸۱۳۔ ۴۵۷/۲
- ۹۸۳۶ (۴۵۷/۲) ۳۴۴/۴
- ۸۳۔ سنن الترمذی، کتاب فضائل القرآن، باب ما جاء فی فضل یس، برقم: ۲۸۸۷، ۱۰۰۹/۴
- ۸۴۔ سنن الذاری، کتاب فضائل القرآن، باب فی فضل یس، برقم: ۳۴۱۶، ۳۳۶/۲
- ۸۵۔ المسند للإمام أحمد، ۲۶/۵
- ۸۶۔ الجامع للعب الایمان، ذکر سورۃ یس، برقم: ۶۶۳۷، ۹۶/۴
- ۸۷۔ الجامع للعب الایمان للبیہقی، ذکر سورۃ یس، برقم: ۶۶۳۹، ۹۸/۴

ایک حدیث مرفوعہ سے بھی جس کے راوی ابن عباس، مہمل بن یسار، عقبہ بن عامر اور ابو ہریرہ اور اُنس رضی اللہ عنہم ہیں دس بار قرآن پڑھنے کا اجر ثابت ہے۔ (۸۸)

وہ خدا نے ہے مرتبہ تجھ کو دیا نہ کسی کو لے نہ کسی کو ملا کہ کلام مجید نے کھائی شہا ترے شہر کلام و ہقا کی قسم ترا مسند ماز ہے عرش بریں ترا حرم راز ہے روح الامین تو ہی سرور ہر دو جہاں ہے شہا ترا مثل نہیں ہے خدا کی قسم (حدائق بخشش)

جب بھی کسی بد بخت نے نبی کریم ﷺ کی شان میں کچھ نازیاں کلمات کہے اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے محبوب ﷺ کی شان کو بلند و بالا کر کے اُن بد بختوں کو جواب عطا فرمایا۔ یہ کتنی بڑی فضیلت ہے کہ جب تمکار نے حضور نبی کریم ﷺ کی رسالت کا انکار کیا، اللہ تعالیٰ نے قسم عطا فرمائی کہ اُن کی رسالت کی تصدیق فرمائی اور محبوب ﷺ کے دل کو تسلی دی کہ اے محبوب! آپ کو میرے رسولوں آپ تو میرے رسول ہیں اور آپ سیدھی رلو پر ہو یہ تمکار بھٹکے

خدا اچا بتا ہے شان محمد ﷺ

وَقُلْ لِّیَاۤءِیْلِ الْیٰقِیْنَ اَسْأَلُوْا عَلٰی اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْضُوْا مِنْ رِّحْمَةِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ یَخْطُرُ الذَّنُوْبَ جَمِیْعًا ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ﴿۸۹﴾

ترجمہ: تم فرماؤ اے میرے وہ بند و جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی، اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو، بے شک اللہ سب گناہ بخش دیتا ہے بے شک وہی بخشنے والا مہربان ہے۔ (نکح الایمان)

شانِ نَوول: (۱) بعض مشرکین نے حضور ﷺ سے سوال کیا کہ آپ کا دین تو برحق

۸۸۔ تفسیر الحسناتہ الحرۃ الثانی و العشرۃ، سورۃ یس، ۶۰۷/۵

۸۹۔ سورۃ الزمر: ۵۳/۳۹

ہے لیکن اگر ہم مسلمان ہو جائیں، کیا ہمارے زمانہ کفر کے گناہ معاف ہو جائیں گے۔ (۹۰)
(۲) حضرت جشی جو حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قاتل ہیں، انہوں نے حضرت
نبی کریم ﷺ کی خدمت پاک میں کہلا بھیجا اگر میں ایمان قبول کر لوں تو کیا میرے گناہ معاف
ہو جائیں گے، تب یہ آیت نازل ہوئی۔ (۹۱)

اس آیت میں بتایا گیا کہ جس نے میرے پیارے محبوب کریم ﷺ کی غلامی اختیار کر لی،
اُس کا اسلام اُس کے پچھلے گناہوں کا کفارہ ہو گیا، اور جس نے میرے محبوب ﷺ کی غلامی
میں ہوتے ہوئے اپنے گناہوں کا اقرار کرتے ہوئے توبہ کی اُس کے پچھلے گناہ معاف کر دیئے
جائیں گے بشرطیکہ سچے دل سے توبہ کرے، اور رحمت باری سے ناامیدی فی نفسہ گناہ ہے اور
تاب کی شان میں فرمایا:

"الْأَتَابُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَا ذَنْبَ لَهُ" (۹۲)

۹۰۔ صحیح البخاری، کتاب التفسیر، الزمر، باب ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ تَقِيًا﴾
تَقِيًا ﴿الْآيَةُ﴾ رقم: ۴۸۱۰، ۶۷/۳

لُحْضاً صحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب کون للإسلام، بعد ما غلبه النج، رقم: ۱۶۶، ۶۷/۳
ایضاً تفسیر ابن کثیر، سورة (۳۹) الزمر، الآیة ۵۳، ۷۳/۴
ایضاً تفسیر روح البیان، سورة (۳۹) الزمر، الآیة ۵۳، ۷۳/۴
ایضاً خیران العرفان، سورة الزمر، ص ۵۵۶

۹۱۔ المعجم الکبیر للطبرانی، رقم: ۱۱۰۱۴۸، ۱۵۷/۱
ایضاً لآب النقول للشیوخی، سورة (۳۹) الزمر، الآیة ۵۳، ص ۵۷
ایضاً تفسیر زاد المعمر، سورة (۳۹) الزمر، الآیة ۵۳، ۵۹/۷
ایضاً التکرر المنثور، سورة (۳۹) الزمر، الآیة ۵۳، ۶۰/۷
ایضاً روح البیان، سورة (۳۹) الزمر، الآیة ۵۳، ۱۶۹/۸

۹۲۔ سنن ابن ماجہ، کتاب الزہد، باب ذکر التوبة، رقم: ۴۲۵، ۵۳۴/۴
ایضاً المسنن الکبریٰ للبیہقی، کتاب القہادۃ، باب عہادۃ القاذفہ، رقم: ۲۰۵۶۲،
۶۶۰، ۲۰۵۶۳، ۶۶۰/۱۰

ایضاً حلیۃ الأولیاء لابی العزم، ۲۱۰/۴
ایضاً غلہ التفسیری فی "مکالمہ" فی الذنوبات (باب الاستغفار و التوبة الفصل
الثالث)، رقم: ۲۳۶۳، ۲۴۱/۱

یعنی، گناہ سے توبہ کرنے کے بعد تاب ایسا ہو جاتا ہے گویا اُس کے ذمہ
کوئی گناہ ہی نہیں۔

اور توبہ کرنے کے لئے اُس گناہ کا ترک ضروری ہے کہ جس سے توبہ کر رہا ہے نیز اس گناہ کے
نہ کرنے کا مصمم ارادہ ضروری ہے، چنانچہ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک بادشاہ
رعشہ کی بیماری میں مبتلا ہو گیا، اہلپنا ماپوس ہو گئے، بادشاہ نے ایک فقیر سے دعا کے لئے عرض
کیا، فقیر نے کہا کہ میری دعا پر تیرے مظلوم قیدیوں کی بددعائیں غالب آگئی ہیں، پہلے
مظلوموں کو آزاد کر، اُس پر توبہ کر، بادشاہ نے قیدیوں کو آزاد کر دیا، فقیر نے دعا کے لئے ہاتھ
اٹھائے، ہوتی کریم تیرا بھگا ہوا غلام حاضر ہے، اُسے قبول فرمائے، فوراً آرام آ گیا۔ (۹۷)

توبہ کرنے والے ایک فقیر کا واقعہ

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وقت ایک جنگی فقیر کو قاتل قہادہ پوزھا ہو گیا،
جس کے قاتل نہ رہا، قاتل (بھوک) سے مرنے لگا تو قبرستان میں جا کر کہا کہ خدایا
میرے لئے دعا فرما، تو میری توبہ قبول فرما، مجھے بخش دے، چمک چمیک
کرتے ہوئے ہو گیا، ادھر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم ہوا ہمارا بندہ خاص
جنگی میں بھوکا ہے، اُس کو سات سو درہم دے آؤ، حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ
مہاجر قبرستان آئے تو سارے جنگی بے ہوش کے کسی کو نہ پایا، بار بار یہی خیال دل میں لاتے یہ
قاتل تاجر جنگی مرد خدا کیسے ہو سکتا ہے، آپ کا چمیک سے جنگی کی آنکھ کھلی، جنگی نے غلیف کو
سر ہانے سینے پایا، خوف سے چاہا بھاگ جائے، حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بازو پکڑ
کر قہیل چپس کی اور پیغام پہنچایا، جنگی اس کرم الہی کو دیکھ کر جاں بحق ہو گیا۔ (۹۴)

۹۳۔ یوسنان سعدی، حکایت درمئی معنی، ص ۳۵، ۳۵، ولستان، باب اہل، ص ۴۱، ۴۲، خلاصہ بیان
۹۴۔ یہ واقعہ مولانا رحمہ نے اپنی "مشقوی" کے حصہ سوم میں بعنوان "داستان بزرگ جنگی کہ در عہد عمر النج"
کے تحت بیان فرمایا، مولانا عبدالمعین نے اسے "صدائے لوی شرح اردو مشقوی" (حصہ سوم، ص ۳۵۸،
۳۵۹، ۳۶۰) میں اور مفتی احمد یار خان نعیمی نے "امو اعجاز فیسیہ" (حصہ دوم، صفحہ ۳۳، مسئلہ کا توبہ کا
بیان، ص ۱۹۸) میں ذکر کیا ہے۔

میرے سبب سے میرے اگلے پچھلوں کے گناہ بخشے گا، اور میں زندہ کھینچ چلتا پھرتا ہوں اور میرے سینے کا شرح فرمایا اور یہ کہ مجھے بشارت دی کہ میری امت رسوا نہ کی جائے گی اور نہ مغلوب ہوگی اور یہ کہ مجھے حوض کوثر عطا فرمایا جو کہ جنت کی ایک نہر ہے، اور میرے حوض میں بہہ کر آئی ہے اور یہ کہ مجھے قوت، نصرت، رزق عطا فرمایا، جو میرے آگے ایک ماہ کی مسافت تک دوڑتا ہے اور یہ کہ مجھے بتایا گیا کہ میں جنت میں تمام نبیوں سے پہلے داخل ہونے والا ہوں، میری امت کے لئے مالی غنیمت حاصل کیا گیا اور ہمارے لئے بہت سی دولتیں جو ہم سے پہلے لوگوں پر تھیں کھول دی گئیں اور ہم پر دین میں کوئی تنگی نہ رکھی گئی تو میں نے اظہار تھکر کے لئے عجبہ ادا کیا۔“ (۱۰۱)

جس ان تصریحات سے ثابت ہوا، اللہ تعالیٰ نے تمام مسلمانوں کو حضور نبی کریم ﷺ کو بندہ و ماکر نبی کریم ﷺ کو امت کے بارے میں راضی فرمایا کہ آپ کی امت کا معاملہ آپ کی رضا پر ہوگا۔ ﷺ

خدا چاہتا ہے رضاؑ محمد ﷺ

۲۵۔ اِنَّا اَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَنَبِيًّا ۝ لِّيُذَكِّرَ بِاللّٰهِ وَيُذَكِّرَ الْمُذٰلِمِيْنَ
وَيُؤَقِّدُ فِتْنَةً وَيُؤْمِنُ بِفِتْنَةٍ ۝ وَصِيًّا ۝ وَصِيًّا ۝ وَصِيًّا ۝
ترجمہ: بے شک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر و ناظر اور رسول، تاکہ اے لوگو! تم اللہ اور اُس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم و تکریم کرو، تاکہ تم اللہ کی پاکی بولو۔ (اکثر الامان)

اس آیت کے زیر میں اللہ تعالیٰ نے پہلے اپنے محبوب ﷺ کی چند صفات بیان فرمائیں پھر ایمان کا ذکر فرمایا اور ساتھ ہی اپنے پیارے کی تعظیم و توقیر کا حکم دیا تھا، پھر بعد میں اپنی یاد کا ارشاد فرمایا، نبی کریم ﷺ کی چند صفات کاملہ کا ذکر فرمایا:

شاهد: ارشاد فرمایا اے میرے نبی! ہم نے تجھے شاہد بنایا، شاہد کا معنی کواد ہے اور کواد

۱۰۱۔ الحصاص الکرفی باب الخصاصہ ﷺ بان لمتہ وضع عنہم الامر الخ، ۲/۱۶، ۲/۱۱

۱۰۲۔ الفتح، ۸/۴۸، ۹

کے لئے ضروری ہے کہ جس واقعہ کی وہ کوہن دے رہا ہے، وہ وہاں موجود بھی ہو، اور ان کو اپنی آنکھوں سے دیکھنے بھی چاہیے امام رابع اصفہانی نے ”مفردات“ میں لکھا ہے:

الشُّهُودُ وَالشَّهَادَةُ: الْخَفْضُ مَعَ الْمَشَاهِدَةِ، اِمَّا بِالْقَبْرِ، اَوِ الْبَصَرِ (۱۰۳)

یعنی، شہادت وہ ہوتی ہے کہ انسان وہاں موجود بھی ہو اور وہ اُسے دیکھنے بھی خواہ آنکھوں کی حیاتی سے یا بصیرت کے ذریعے۔

یہاں ایک بات قابل غور ہے وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے یہ تو فرمایا کہ ہم نے تجھے شاہد بنایا لیکن کس چیز کا شاہد بنایا اُس کا ذکر نہیں کیا گیا، اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر کسی ایک چیز کا ذکر کر دیا جاتا تو شہادت نبوت وہاں محصور ہو کر رہ جاتی، اور یہاں اس شہادت کو کسی ایک امر پر محصور کرنا مقصود نہیں بلکہ اُس کی وسعت کا اظہار مطلوب ہے، مطلب یہ ہے کہ حضور ﷺ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمام صفات کمالہ پر کواد ہیں کیونکہ جب ایسی باتیں ذات اور ہر صفت کے لئے ہوں تو وہی ہو کہ ”لا الہ الا اللہ“ تو کسی کو اُس دعوت کے حق ہونے میں شک نہ ہوگا، جب تک کہ وہ اس دعوت کو سمجھ سکے، غرض وجاہت، علم اور فضل و کمال یہ ایسے تجلیات ہیں جن میں کواد ہو جاتے ہیں اور اس لئے خالق کریم کی ہستی سے غافل ہو جاتے ہیں، حضور ﷺ کی اس شہادت سے وہ سارے شہادت تار تار ہو گئے اور اس جلیل القدر نبی عظیم القدر رسول کی شہادت کو بعد کوئی تسلیم الطبع آدمی اس کو تسلیم کرنے میں ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرے گا، حضور ﷺ اُس کے عقائد، اُس کے نظام عبادات و اخلاق اور اُس کے سارے قوانین کی حکانیت کے بھی کواد ہیں، اسی کی اتباع و پیروی میں فلاح و دارین مضمر ہے، جب قیامت کے روز ساقیہ اُنہیں اپنے انبیاء کی دعوت کا انکار کر دیں گی کہ نہ اُن کے پاس کوئی نبی آیا نہ کسی نے اُن کو دعوت دی، نہ کسی نے اُنہیں ملنا ہوں سے رکھا، اُس وقت پھر اُنہیں اللہ تعالیٰ کے محبوب ہمارے آقا و ملا ﷺ انبیاء کی صداقت کی کواد دیں گے کہ اے اللہ! تیرے نبیوں نے تیرے احکام پہنچائے، اور تیری طرف بلائے میں انہوں نے کوئی کوتاہی نہیں کی، یہ لوگ جو آج تیرے

انبیاء کی دعوت کا سرے سے انکار کر رہے ہیں، یہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے اپنے نبیوں پر پتھر برسائے، اُن کو طرح طرح کی لائیتیں دیں، انہیں جھٹایا اور بعض نے تو تیرے نبیوں کو شدید تک کر دیا جب کہ وہ اُن لوگوں کے سرسرخ خیر خواہ بھائی چاہنے والے ہیں انہیں عذاب خداوندی سے بچانا چاہئے تھے۔

حضور ﷺ اپنی اُمت کے اعمال پر گواہی دیں گے

اس کے علاوہ حضور ﷺ اپنی اُمت کے اعمال پر گواہی دیں گے کہ فلاں نے کیا کیا اور فلاں سے کیا غلطی سرزد ہوئی، چنانچہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں ”شہادۃ علیٰ اُمتک“ یعنی حضور ﷺ اپنی اُمت پر گواہی دیں گے، اپنی اس تفسیر کی تائید میں انہوں نے یہ روایت پیش کی ہے۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ ہر روز صبح وشام حضور ﷺ کی اُمت حضور ﷺ پر پیش کی جاتی ہے حضور ہر فرد کو اس کے چہرے سے پہچانتے ہیں اسی لئے حضور ﷺ اُن پر گواہی دیں گے۔

علامہ ابن کثیر نے اسی آیت کریمہ کی تفسیر میں لکھا کہ حضور اللہ تعالیٰ کی توحید کے گواہ ہیں کہ اُس کے حصہ دار، پیغمبروں اور قیامت کے روز لوگوں کے اعمال پر آگاہ فرمادیا ہے اور ہر روز اُنہیں دیکھا ہے اُس نے حضور شاہد ہیں۔ (۱۰۰)

اس قول کی تائید میں علامہ آلوسی نے مولانا جلال الدین سیوطی کے حوالے سے نقل کیا ہے:

ورنظر بودش مقامات العباد زان سبب مامش خدا شاہد نہاد (۱۰۱)

یعنی، بندوں کے مقامات حضور ﷺ کی نگاہ میں ہیں، اِس لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کا

۱۰۴۔ تفسیر المظهری سورة الاحزاب ۳۳/۱۰۴۵/۷/۳۵۶

۱۰۵۔ تفسیر ابن کثیر، سورة (۳۳) الاحزاب، الآية ۳۵/۲۶۵

۱۰۶۔ روح المعانی، سورة الاحزاب، الآية ۳۳/۱۰۵، ۲۱، ۲۲/۲۶۰، ۲۰۵، ۲۰۴

اسم پاک ”شاہد“ رکھا ہے۔

”تفسیر الجہانات“ میں ہے کہ اِس آیت کریمہ میں حضور کو شاہد فرما کر تین تہیکر کے ساتھ شاہد مطلق بنایا، اور شاہد کے معنی حاضر کے ہیں، تو کو کیا بالفاظ دیگر یوں ارشاد ہو: ”اِنَّا اَرْسَلْنَاكَ خَاصِراً“ اور جو حاضر ہوتا ہے اُس کا ناظر ہونا لازمی ہے، بعض کو تاہ اندیش حاضر و ناظر کہہ کر اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ تساوی کا الزام دیتے ہیں۔

حالانکہ علامہ شامی (۱۰۷) نے حافظ الدین محمد بن محمد شہاب کر دوی حنفی متوفی ۸۲۷ھ (۱۰۸) کے حوالے سے تصریح کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر کہنے والے پر مقرر کا حکم نہ لگایا جائے اِس لئے لفظ حاضر و ناظر کی تاویل ”بِأَعْيُنِنَا“ ہو سکتی ہے، ورنہ اللہ تعالیٰ نہ حاضر اور نہ ناظر اور یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اسماء میں حاضر و ناظر استعمال نہیں کیا گیا، ننانوے اسمائے حسنی جو لکھے گئے ہیں، اُس میں حاضر و ناظر نہیں، اِس لئے کہ یہ صفت اُس کی ہے، جس میں غائب ہونے کی اہلیت ہو اور ناظر اُس کی صفت ہے جو معللہ چشم سے دیکھنے کا محتاج ہے۔ حضور ﷺ کی صفت ہے کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ کو تو ”اِنَّا اَرْسَلْنَاكَ شَهِيداً“ کے معنی ”شاہداً“ لائے گئے ہیں اور جو حاضر ہے اُس کو ناظر ماننا لازمی ہے تو ”شاہداً“ کے ماتحت ”شاہداً“ لفظ آتا ہے۔

اور یہ جہالت حائل ہے کہ جو حاضر و ناظر اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ لگاتے ہیں وہ عالم ہے وہ کائنات کا دیکھنے والا ہے، مگر کسی آئہ کا محتاج نہیں اور جب محتاج آئہ نہیں تو اُس کو ناظر کہنا غلط ہے اِس لئے کہ ناظر کی صفت ہی اِس کے لئے ہے جو معللہ چشم کا محتاج ہو، اللہ تعالیٰ نے معللہ چشم اور مردک حتیٰ کہ عین جیسے کہا جاتا ہے سب بنائیں اور نہ وہ آئہ کا محتاج نہ کان کا محتاج بلکہ وہ ذات ہے، جن کی صفت غزالی نے ”احیاء العلوم“ میں کی کہ:

۱۰۷۔ رد المحتار علی الدر المختار، کتاب الجہاد، باب المرتدہ مطلب: فی معنی درویش

حروطن، ۱۲۶/۱۳

۱۰۸۔ الفتاوی السرائیۃ کتاب ألفاظ مکون إسلاماً أو کفر الخ، الحادی عشر فیما یکون

خطا، نوع آخر، ۳۴۷/۶

”سَبِّحْ لَا بِلَاذْنِ بَيْسَرٍ لَا بِالْأَعْيُنِ“ (۱۰۹)

جو بغیر کان کے سنتا ہے بغیر آنکھ کے دیکھتا ہے۔ (۱۱۰)

”روح البیان“ میں ہے کہ حضور علیہ السلام تمام عالم کے پیدا ہونے سے پہلے رب کی وحدانیت اور ربوبیت کو مشاہد و فرماتے تھے اور جو ارواح نفوس، اجسام، حیوانات، نباتات، جمادات، جن، شیاطین، فرشتے اور انسان پیدا کئے گئے، اُن کے پیدا ہونے کو ملاحظہ فرما رہے تھے، اسی طرح تمام مخلوقات کے ہر ہر کام اور سزا و جزا شیطان کا اول عابد ہونا، بند میں گمراہ ہونا، حضرت آدم علیہ السلام کی لغزش کے بعد اُن کی توبہ کا قبول ہونا، جنت میں رہنا، بعد میں زمین پر آنا، انبیاء علیہم السلام کا دنیا میں آنا، اُن کا تبلیغ فرما، قوموں کا ان کے ساتھ چھا ہوتا ہوا بُرا سلوک کرنا، غرضیکہ ایک ایک واقعہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فحش نظر تھا، اسی لئے تو آپ ﷺ نے فرمایا:

”عَلَيْتُ مَا كَانَ وَمَا سَبَّحُونَ“

یعنی میں نے جان لیا جو کچھ ہو چکا اور ہوگا۔

اور کیوں نہ ہوتا کہ دنیا کا جو آپ کے وجود سے ہے، اور ہر نبی کے علوم، حضرت آدم علیہ السلام کے سمجھنے، حضرت موسیٰ علیہ السلام کی کتاب، تمام علوم، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علوم کا حصہ ہیں۔

پھر فرماتے ہیں کہ بعض اہل علم کا قول ہے کہ دنیا میں ہر نبی کے علوم حضور ﷺ کے علم سے ہیں، اور حضور ہی رقیب اور عقید ہیں جب کبھی حضور علیہ السلام کسی سے بے علم ہو جاتے ہیں تو لغزش لے لیا کرتا ہے حضرت آدم علیہ السلام سے لغزش کا صادر ہونا اسی سبب سے ہوا کہ توجہ محبوب علیہ السلام کبھی ہٹ گئی تھی، اور اسی کی طرف اُس حدیث میں اشارہ ہے کہ جو زانی

۱۰۹۔ عید بنی قنطاہ مجھے ”سواء العلوم“ میں نظر نہیں آئے جو الفاظ لے اُن کا مضمون ہمیں نہیں چاہو وہ یہ ہیں کہ ”وَاللّٰهُ تَعَالٰی سَمِيعٌ بَصِيرٌ يَّرَىٰ مِنْ خَيْرِ حَقِيقَةٍ وَأَجْفَانٍ وَسَمِيعٌ مِنْ خَيْرِ أَصْحَابِهِ وَأَذَانٍ (احیاء علوم الدین) کتاب فوائد العفاکھ الفصل الاول، الشرح والصبر، ۱/۱۱۹)

۱۱۰۔ تفسیر الحسناتہ الحرۃ السادس والعشرون، سورة الفتح، ۶/۶۹

زنا کرتا ہے تو اُس سے ایمان نکال لیا جاتا ہے، اور جب اُس سے جتنا ہے ایمان واپس ہوتا ہے، ایمان مصطفیٰ ﷺ کی توجہ کا نام ہے، (۱۱۱) اس توجہ سے ”مشاہد“ کے معنی حاضر و ناظر ظلم غیب اور اہل اوسب بخوبی ثابت ہوئیں۔ ملخصاً (۱۱۲)

مُبَشِّرٌ: یعنی خوشخبری دینے والا جو اسی دین پر ایمان لائے گا اُس کے ارشادات پر عمل کرے گا، وہ دونوں جہانوں میں کامیاب و کامران ہوگا۔ علامہ اسماعیل حقی فرماتے ہیں:

﴿مُبَشِّرٌ﴾ لَأَهْلِ الْإِيمَانِ وَالطَّاعَةِ بِالْحَنَّةِ وَلَأَهْلِ الْمَحَبَّةِ

بِالرَّؤْيَةِ (۱۱۳)

یعنی، اہل ایمان اور اہل طاعت کو جنت کی خوشخبری دیتے ہیں اور اہل

محبت کو دیدار کی۔

حضور ﷺ نے ”الترغیب“ میں حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی، کہ میں نے حضور ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ کے ساتھ جا رہے تھے جب ہم صحرا میں پہنچے تو چانک ایک سردار سے ملے، سردار نے عرض کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اُس سے پوچھا ”تم کہاں سے آ رہے ہو؟“ اُس نے عرض کیا کہ میں اپنے مال، اور زکوٰۃ اور کنبہ سے آ رہا ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا کہ ”کدھر کا قصد ہے؟“ اُس نے عرض کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے حضور جا رہا ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا کہ ”تم مجھے کدھر لے آ رہے ہو؟“ اُس نے اسلام سکھایا، اور اُس کے اوٹ کا پاؤں چوموں کے بل میں پڑا اور اوٹ ایک طرف ٹھکا اور وہ شخص اپنے سر کے بل گرا اور اُس کی روح نفسِ غسری سے پرواز کر گئی، اُس وقت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ”میں دہشتوں کو دیکھ رہا ہوں کہ اُس کے منہ میں جنت کے میوے ڈال رہے ہیں۔“ (۱۱۴)

۱۱۱۔ لامہ المستبار کا مصطفیٰ علیہ السلام میں عرض کرتے ہیں:

پھر مشرہ بڑے کبھی خزاں کا دے دے لکھا ہوا آقا

۱۱۲۔ تفسیر روح البیان، سورة (۴۸) الفتح، الآية ۹، ۲۳/۹، ۲۴

۱۱۳۔ تفسیر روح البیان، سورة (۳۳) الاحزاب، الآية ۵۰، ۴۳/۷

۱۱۴۔ الحصائص الکبریٰ باب فیما اطلع علیہ من احوال الرزخ والحنة والفر غیر ما تقدم ۸۹/۶

١١٨- المعجم الكبير للطبراني، رقم: ٤٤٣٤، ٢٨٢/٤

١١٩ - تاريخ مدينة دمشق، محمد بن سهل بن أبي حنيفة، ١٥٧/٥٣

١٢١- الحصائص الكرمي، باب اشعاره رحمته بأن أحد النفر في النار، ١٤٤/٢

أيضاً حُجَّةُ الإِدْعَى العالَمِين، القسم الثالث، الباب السابع، ص ٣٥٥

امام حاکم نے صحیح بنا کر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ”جبریل علیہ السلام نے میرا ہاتھ پکڑ لیا، مجھے جنت کا دروازہ دکھایا، جس سے میری اُمت داخل ہوگئی،“ اس پر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ میری خواہش تھی کہ میں آپ کے ساتھ ہوتا تاکہ میں اُس دروازے کو دیکھ سکوں، حضور ﷺ نے فرمایا، ”سُوء! میری اُمت میں جنت میں جانے والوں میں تم سب سے پہلے ہو گئے۔“ (۲۱۷۶)

١٥٠ - الحصان في الكرى باب فيما اطلع عليه من احوال الرزخ والحنة والثار غير ما تقدم ٨٩/٦

١١٦ - الحصاص الكريء باب فيما اطلع عليه من احوال الرزخ والحنة والثار غير ما تقدم ٩٠/٩

١١٧- الحصائص الكبرى باب فيما اطلع عليه من احوال الرزخ والحنة والثار وغير ما تقدم ٩٠/٦

خطیب نے ”زاوۃ مالک“ میں ابوسلمہ بن عبد الرحمن سے روایت کی کہ قیس بن مطاط اُس حلقہ کی جانب آیا، جس میں حضرت سلمان فارسی، مصیب رومی اور بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہم تھے، اور اُس نے کہا کہ: ”اویں وخرج کے لوگ تو اُس شخص (یعنی حضور ﷺ) کی مدد پر کھڑے ہیں، ان لوگوں کا یہاں کیا کام ہے؟ ابوسلمہ نے کہا یہ اُس حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوئے اور اُسے گریبان سے پکڑ کر نبی کریم ﷺ کے حضور لے آئے، اور حضور ﷺ کو اُس کی کوس کی خبر دی، یہ اُس کر رسول اللہ ﷺ غضب ماک ہو کر اپنی چادر شریف کھینچے ہوئے مسجد میں تشریف لائے، اُس کے بعد ”الفتلۃ جامعۃ“ کی حد اکی گئی، جب لوگ آگئے تو حضور ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کے بعد فرمایا: ”اے لوگو! بے شک رب ایک ہے اور باپ ایک ہی باپ ہے، اور دین ایک ہی دین ہے، اور عربیت تمہارا باپ نہیں، اور تمہاری ماں ہے، وہ تو ایک زبان ہے، لہذا جو عربی بولتا ہے عربی ہے“، حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ اُسے پکڑے اور اپنی ٹکوار کھینچے ہوئے کھڑے تھے، انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس منافق کے بارے میں کیا حکم ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا: ”اے تم! اس طرف چھوڑ دو“، ابوسلمہ نے کہا کہ وہ شخص مرتدین میں سے ہو گیا اور ارادت ادکی مہار کے مکمل ہو گیا۔ (۱۲۲)

امام اہلسنت فرماتے ہیں کہ

فصل خدا سے غیب شہادت ہوا نہیں اس پر شہادت آج سے اتر کر ہے
کبتانہ کہنے والے تھے جب سے تو اطلاع مولیٰ کے قول و فاعل و ہر ملک و ہر مملکت ہے
ان پر کتاب اتری بیانا لکھل شی تفصیل جس میں مائت و مائت کی ہے

﴿لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ﴾ (۱۲۳)

ترجمہ: تاکہ اے لوگو! تم اللہ اور اُس کے رسول پر ایمان لاؤ۔ (کنز الایمان)

ایمان نام ہے نبی کریم ﷺ کی محبت کا جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا ہے اور آقاؐ

وہ جہاں ﷺ کی توجہ کا، کو یا جس نے نبی کریم ﷺ کو شاہد و بیکر اور نذر جان لیا اور اپنی ذات کو آقا علیہ السلام کی ملکیت میں سمجھ لیا تو وہ ایمان کی حلاوت سے مستفیض ہو جائے گا جس نے نبی کریم ﷺ کو حاضر و ناظر نہ جانا اور اپنے آپ کو حضور ﷺ کی ملکیت سے دُور جانا وہ ایمان دار نہیں۔

﴿وَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى النَّبِيِّ﴾ (۱۲۴)

ترجمہ: اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو۔ (کنز الایمان)

لہذا جو مومن ہے اُس کے لئے تعظیم و توقیر نبی کریم ﷺ کی واجب ہے۔

حضور ﷺ کی تعظیم و توقیر کا حکم

فاضل معاش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وَأَعْلَمُ أَنَّ خُرْمَةَ النَّبِيِّ ﷺ بَعْدَ مَوْنِهِ وَتَوْفِيرِهِ وَنِعَاطِهِ لَارْتَمِ
كَأَنَّ كَمَالَ حَالِ حَيَاتِهِ وَذَلِكَ عِنْدَ ذِكْرِ ﷺ وَذِكْرِ حَبِيبِهِ وَ
تَوْفِيرِهِ لَوَيْلٍ وَسَبْرِهِ ﷺ الْح (۱۲۵)

کہ، جہاں لوگ بے شک نبی کریم ﷺ کی عزت و حرمت اور آپ کی تعظیم و توقیر آپ کے وصال باکمال کے بعد بھی اُسی طرح ضروری و لازم ہے جس طرح کہ آپ کی ظاہری حیات مبارک میں ضروری و لازم تھی اس کا اظہار خصوصاً آپ کے ذکر مبارک اور آپ کی حدیث شریف کی تلاوت اور آپ کے نام مبارک اور آپ کی سیرت طیبہ کے سننے کے وقت ہونا چاہئے۔

ابن محمد رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ ابو جعفر امیر المؤمنین نے حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے رسول ﷺ کی مسجد میں مناظرہ کیا تو امام صاحب نے اُس سے فرمایا کہ اے امیر

المؤمنین! اس مسجد میں بلند آواز سے نہ بولو کیونکہ اللہ عز وجل نے ایک جماعت کو ادب سکھایا کہ ”تم اپنی آوازوں کو نبی اکرم ﷺ کی آواز سے بلند نہ کرو“، اور دوسری جماعت کی مدح فرمائی کہ ”بے شک جو لوگ اپنی آوازوں کو رسول اللہ ﷺ کے نزدیک پست کرتے ہیں“ اور ایک قوم کی مذمت فرمائی ”بے شک وہ جو تمہیں حجروں سے باہر پکارتے ہیں“، بلاشبہ آپ ﷺ کی عزت و حرمت اب بھی اسی طرح ہے جس طرح آپ کی حیات و ظاہری میں تھی، یہ سُن کر جو معمر خاموش ہو گیا۔

پھر دریافت کیا اے لا ابو عبد اللہ! (۱۶۶) میں قبلہ کی طرف توجہ ہو کر دعا مانگوں یا رسول اللہ ﷺ کی طرف متوجہ ہو کر، آپ نے فرمایا: تم کیوں حضور ﷺ سے منہ پھیرتے ہو حالانکہ حضور ﷺ تمہارے اور تمہارے باپ حضرت آدم علیہ السلام کے بروز قیامت اللہ عز وجل کی جناب میں وسیلہ ہیں، بلکہ تم حضور ﷺ کی طرف متوجہ ہو کر آپ ﷺ سے شفاعت طلب کرو گے، پھر اللہ عز وجل (میرے حق میں) آپ ﷺ کی شفاعت قبول فرمائے گا۔ (۱۶۷) امام ترمذی نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ مجاہدین و انصار کے پاس تشریف لایا کرتے، جہاں یہ صحابہ بیٹھا کرتے تھے، ان میں حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما بھی موجود ہوتے، حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ بھی انہما کے ساتھ کوئی آپ ﷺ کی طرف آگے آٹھا کر دیکھا بھی نہ کرتا تھا، آپ ﷺ کو دیکھتے

۱۶۶۔ ابو عبد اللہ امام لا نکبتن انس علیہ الرحمہ کی گیت ہے۔

۱۶۷۔ القرۃ الی رب العالمین لایں بلکوال، ص ۸۴

ایضاً الفہما بتعریف حقوق المصطفیٰ، القسم الثانی، الباب الثالث، فصل فی

عادة الضحاة فی تعظیمہ ﷺ، ص ۲۵۹، ۲۶۰

ایضاً شعاع الشفاء، الباب الرابع، ص ۶۹، ۷۰

ایضاً المتوہر المنظم للہبیتی، الفصل السابع، السادة عشر، استقال القلة الخ منہ ثمان فی استقال القدر الخ، ص ۱۵۱ اور امام ابن حجر مکی نے بھی ثنائی فرماتے ہیں کہ اتان تمیید نے امام اہل کلمہ سے والہ کا ذکر کیا ہے، نبی ﷺ سے توشل اور آپ سے شفاعت طلب کرنے کا انکار اتان تمیید کے خرافات میں سے ہے وہ اس والہ کا ذکر کیے کرتا ہے حالانکہ یہ والہ امام کلمہ سے ایسی صحیح سند سے مروی ہے کہ جس میں کوئی طعن کی جا سکتا نہیں ہے۔

اور آپ ﷺ ان کو دیکھتے اور باہم متبسم ہوتے۔ (۱۶۸)

حضرت اسامہ بن شریک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں بار بار ہوا اور آپ ﷺ کے چاروں طرف صحابہ کرام جمع تھے، اُن کی کیفیت یہ تھی کہ گویا اُن کے سروں پر پرندے ہیں۔ (۱۶۹)

حضرت مغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ آپ ﷺ کے دروازہ کو باختموں سے کھٹکایا کرتے تھے، براہ بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ سے کچھ پوچھنے کا ارادہ کرتا تو آپ ﷺ کے زعب کی وجہ سے برسوں اُس میں دیر ہو جاتی۔ (۱۷۰)

حضرت ابو تیمہ بھی فرماتے ہیں کہ مسلمان پر واجب ہے کہ جب بھی آپ ﷺ کا ذکر کرے اُس کے سامنے آپ کا ذکر ہو تو خشوع و خضوع کے ساتھ آپ ﷺ کی تعظیم و توقیر کرے، اسی حکایت میں سکون و قرار اور آپ ﷺ کی محبت و جلال کا مظاہرہ کرے اور یہ ایسا حال ہے کہ اگر صحابہ آپ ﷺ کے سامنے آپ ﷺ کے دربار میں موجود ہو تو جیسی اُس کی حالت ہو، اسی حالت میں ہی رہتے تھے، جو اور جیسا اللہ عز وجل نے آپ ﷺ کا ادب سکھایا دیا اور ہے۔ (۱۷۱)

۱۶۸۔ سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب ابی بکر عمر رضی اللہ عنہما کلہما، برقم ۴۶۶۸، ۴۴۹/۴، ۴۵۰ و قال المصری فی ”مصلحة الاشراف“ (برقم: ۲۸۶، ۱۰۹/۴) الردیہ

کلیضاً الفہما بتعریف حقوق المصطفیٰ، القسم الثانی، الباب الثالث، فصل فی عادة الضحاة فی تعظیمہ ﷺ، ص ۲۵۸

۱۶۹۔ سنن ابی داؤد، کتاب الطبہ، باب فی الرجل یتداوی برقم: ۳۸۵۵، ۱۲۵/۴

کلیضاً الفہما بتعریف حقوق المصطفیٰ، القسم الثانی، الباب الثالث، فصل فی عادة الضحاة فی تعظیمہ ﷺ، ص ۲۵۸

۱۷۰۔ الفہما بتعریف حقوق المصطفیٰ، القسم الثانی، الباب الثالث، فصل بعد فصل فی عادة الضحاة فی تعظیمہ ﷺ، ص ۲۵۹ (۲/۲۶، ۲۷)

۱۷۱۔ الفہما بتعریف حقوق المصطفیٰ، القسم الثانی، الباب الثالث، فصل بعد فصل فی عادة الضحاة فی تعظیمہ ﷺ، ص ۲۵۹

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے سامنے جب نبی ﷺ کا مبارک ذکر کیا جاتا تو آپ اتار دیتے کہ آنکھوں میں آنسو ختم ہو جاتے۔ (۱۳۲)

امام جعفر بن محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حالت یہ تھی حالانکہ وہ انتہا کے خوش مزاج اور قہم فرمانے والے تھے لیکن جب بھی اُن کے سامنے نبی کریم ﷺ کا ذکر جمیل کیا جاتا، تو اُن کا چہرہ زرد ہو جاتا تھا اور کبھی بے وضو حدیث بیان نہیں کرتے تھے۔ (۱۳۳)

حضرت عبدالرحمن بن قاسم جب نبی ﷺ کا ذکر فرماتے تو اُن کے رنگ کو دیکھا جاتا کو یا آپ کے جسم سے خون نمودار کیا گیا ہے اور رسول اللہ ﷺ کی ہیبت سے آپ کے منہ میں زبان خشک ہو جاتی۔ (۱۳۴)

لام ڈہری کے سامنے جب نبی ﷺ کا مبارک ذکر ہوتا تو اُن کی حالت یہ ہوتی کہ کو یا کہ نہ وہ تجھے پیچھا نہیں ہتے اور نہ تو اُنہیں پیچھا کرتا ہے۔ (۱۳۵)

حضرت صفوان بن یسکیم جو معتزین مجتہدین میں سے تھے (۱۶۱ھ) اُن کی حالت یہ تھی کہ اُن کے پاس جب نبی ﷺ کا ذکر کیا جاتا تو روئے اور اتار دیتے کہ آپ کے پاس بیٹھے لوگ آپ کو چھوڑ کر چلے جاتے۔ (۱۳۷)

حضرت عبدالرحمن بن مہدی رحمۃ اللہ علیہ جب حدیث میں آتے تو خاموش

۱۳۲۔ الفہا بتعریف حقوق المصطفیٰ، القسم الثانی، الباب الثالث، فصل بعد فصل فی عادیہ الصحابة الخ، ص ۲۶۰

۱۳۳۔ الفہا بتعریف حقوق المصطفیٰ، القسم الثانی، الباب الثالث، فصل بعد فصل فی عادیہ الصحابة الخ، ص ۲۶۰

۱۳۴۔ الفہا بتعریف حقوق المصطفیٰ، القسم الثانی، الباب الثالث، فصل بعد فصل فی عادیہ الصحابة الخ، ص ۲۶۰

۱۳۵۔ الفہا بتعریف حقوق المصطفیٰ، القسم الثانی، الباب الثالث، فصل بعد فصل فی عادیہ الصحابة الخ، ص ۲۶۰

۱۳۶۔ الفہا بتعریف حقوق المصطفیٰ، القسم الثانی، الباب الثالث، فصل بعد فصل فی عادیہ الصحابة الخ، ص ۲۶۰

۱۳۷۔ الفہا بتعریف حقوق المصطفیٰ، القسم الثانی، الباب الثالث، فصل بعد فصل فی عادیہ الصحابة الخ، ص ۲۶۰

۱۳۸۔ الفہا بتعریف حقوق المصطفیٰ، القسم الثانی، الباب الثالث، فصل بعد فصل فی عادیہ الصحابة الخ، ص ۲۶۰

۱۳۹۔ الفہا بتعریف حقوق المصطفیٰ، القسم الثانی، الباب الثالث، فصل بعد فصل فی عادیہ الصحابة الخ، ص ۲۶۰

۱۴۰۔ الفہا بتعریف حقوق المصطفیٰ، القسم الثانی، الباب الثالث، فصل بعد فصل فی عادیہ الصحابة الخ، ص ۲۶۰

۱۴۱۔ الفہا بتعریف حقوق المصطفیٰ، القسم الثانی، الباب الثالث، فصل بعد فصل فی عادیہ الصحابة الخ، ص ۲۶۰

۱۴۲۔ الفہا بتعریف حقوق المصطفیٰ، القسم الثانی، الباب الثالث، فصل بعد فصل فی عادیہ الصحابة الخ، ص ۲۶۰

رہنے کا حکم فرماتے اور فرماتے (اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے) کہ

﴿لَا تَقُولُوا آصْوَافَ الْكُفْرِ﴾ (۱۳۸)

ترجمہ: اپنی آوازیں اونچی نہ کرو۔

اس کی تاویل میں کہتے کہ قرأت حدیث کے وقت خاموش رہنا واجب ہے، جیسا کہ

خود آپ ﷺ سے مبارک ارشاد سننے کے وقت سکوت واجب ہے۔ (۱۳۹)

مطرف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب لوگ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آتے تو

پہلے آپ کی باندی آتی اور اُن سے کہتی کہ حضرت امام رحمۃ اللہ علیہ نے دریافت فرمایا ہے کہ کیا

تم حدیث کی سماعت کرنے آئے ہو یا مسئلہ دریافت کرنے، پس اگر وہ کہتے کہ مسئلہ دریافت

کرنے آئے ہیں تو آپ فوراً ہی باہر تشریف لے آتے، اگر وہ کہتے کہ حدیث کی سماعت کرنے

آئے ہیں تو آپ پہلے غسل خاندہ جاتے، غسل کرتے، خوشبو لگاتے اور عمدہ لباس پہنتے، عمامہ

پہنتے اور پھر اپنے پرچہ پر چادر ڈالتے، تخت بچھایا جاتا پھر آپ باہر تشریف لاتے اور اُس تخت پر

بٹھ جاتے، اس طرح کہ آپ پر انتہائی عجز و انکساری طاری ہوتی جب تک درس حدیث

کے فارغ نہ ہوتے، پھر خود کی خوشبو سلگانی جاتی رہتی، دیگر راویوں نے کہا کہ اُس تخت پر

آپ جب بیٹھتے تو فرماتے کہ جب آپ کو حدیث رسول ﷺ بیان کرنی ہوتی۔ (۱۴۰)

ایک روایت میں ہے کہ جعفر بن سلیمان (۱۴۱) نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کو جب

حدیث پڑھائی تو امام صاحب پر بہت ناراض ہوا تھا، آپ کو بے ہوش وہاں سے اٹھا

کر لایا گیا جب آپ کو ہوش آیا تو لوگ مزاج پُرسی کے لئے آئے، آپ نے اُن سے فرمایا،

۱۳۸۔ سورة الحجر: ۴۹/۲

۱۳۹۔ الفہا بتعریف حقوق المصطفیٰ، القسم الثانی، الباب الثالث، فصل بعد فصل فی سیرۃ الشلف فی تعظیم روایۃ الخ، ص ۲۶۱

۱۴۰۔ الفہا بتعریف حقوق المصطفیٰ، القسم الثانی، الباب الثالث، فصل بعد فصل فی سیرۃ الشلف فی تعظیم روایۃ الخ، ص ۲۶۱

۱۴۱۔ الفہا بتعریف حقوق المصطفیٰ، القسم الثانی، الباب الثالث، فصل بعد فصل فی سیرۃ الشلف فی تعظیم روایۃ الخ، ص ۲۶۱

۱۴۲۔ الفہا بتعریف حقوق المصطفیٰ، القسم الثانی، الباب الثالث، فصل بعد فصل فی سیرۃ الشلف فی تعظیم روایۃ الخ، ص ۲۶۱

۱۴۳۔ الفہا بتعریف حقوق المصطفیٰ، القسم الثانی، الباب الثالث، فصل بعد فصل فی سیرۃ الشلف فی تعظیم روایۃ الخ، ص ۲۶۱

۱۴۴۔ الفہا بتعریف حقوق المصطفیٰ، القسم الثانی، الباب الثالث، فصل بعد فصل فی سیرۃ الشلف فی تعظیم روایۃ الخ، ص ۲۶۱

۱۴۵۔ الفہا بتعریف حقوق المصطفیٰ، القسم الثانی، الباب الثالث، فصل بعد فصل فی سیرۃ الشلف فی تعظیم روایۃ الخ، ص ۲۶۱

۱۴۶۔ الفہا بتعریف حقوق المصطفیٰ، القسم الثانی، الباب الثالث، فصل بعد فصل فی سیرۃ الشلف فی تعظیم روایۃ الخ، ص ۲۶۱

میں نہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اپنے مارنے والے (یعنی جعفر بن سلیمان) کو معاف کر دیا، کسی نے پوچھا، کیوں؟ آپ نے فرمایا، اس لئے کہ میں خوف کرتا ہوں کہ اگر مجھے موت آگئی اور اس وقت نبی کریم ﷺ سے ملاقات ہوئی تو مجھے شرمندگی ہوگی کہ میری مار کے سبب سے حضور ﷺ کے کسی قرابتی کو جہنم میں ڈالا جائے۔

ایک روایت یہ بھی ہے کہ منصور نے امام صاحب کا بدلہ جعفر بن سلیمان سے لینے کا ارادہ کیا تو امام صاحب نے فرمایا، میں کُھدا کی پناہ مانگتا ہوں، بخدا اُس کے کوڑوں میں سے جو کوڑا میرے جسم سے جدا ہوتا تھا، میں اُسی وقت معاف کر دیتا تھا، اس لئے کہ اُس کی رسول اللہ ﷺ سے قرابت تھی۔ (۱۴۶)

اللہ اکبر! یہ عظمت آل نبی ﷺ کی، اُن نیک لوگوں کے دلوں میں جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کی ذات کو جانا پہچانا، اور مظلّم رسول ﷺ کے حکم کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنی یادگار ارشاد فرمایا:

﴿وَتُسَبِّحُوهُ يُكْرَهُ وَأُمْلِلًا﴾ (١٤٣)

ترجمہ: اور صبح و شام اللہ کی پاکی بولوں۔ (سکڑا ایمان)

دل ہے وہ دل جوتری یاو سے معمور رہا
سر ہے وہ سر جو سے ترقوں پر کربان گیا
نعتیں باشتا جس بسف وہ ذی شان گیا
ساتھ کا سحر و سحر کا قلم ان گیا
(عراقی پبلش)

اس سے معلوم ہوا اللہ تعالیٰ کو اپنی دنیا پسند ہے اور اُس کی بارگاہ میں نہ ہوا، دو بار گاہ ہند کی شمس جس میں تعلیم مصطفیٰ ﷺ ہو، جس میں احاطت نبی کریم ﷺ نہ ہو، دو بار گاہ ہند کی شمس مقبول مردود ہے، اللہ تعالیٰ جو جعل کو اپنے پیارے محبوب ﷺ سے اتنا پیار ہے، کہ اُن کی اداء اُن کا ذکر، اُن کی محبت، اُن کی غلامی کو اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات سے وابستہ فرمایا، اپنی ذات کا منظر اُس میں بنا، اسی لئے ہم عرض کرتے ہیں کہ رضائے مصطفیٰ ﷺ ہی رضائے خدا

١٤٦ - الفلحة بتعريف حقوق المصطفى، القسم الثاني، الباب الثالث، فصل بعد فصل في مبرة

المُلف في تعظيم رواية الخ، ص ٢٦٦

١٤٣ - سورة الفتن: ٤٨/٩

ہے۔ اور نام کیوں نہ کہیں،

خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ

۲۶- وَإِذِ الْيَتِيمَ يُبَاعُونَكَ إِنَّمَا يُبَاعُونَ اللَّهَ ط يَدُ اللَّهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ ؕ فَمَنْ نَكَتَ
فَأَثْمًا يَنْكُ عَلَى نَفْسِهِ ؕ وَمَنْ أَوْلَىٰ بِمَا هَدَىٰ اللَّهُ فَسَيُؤْتِيهِ أَجْرًا
عَظِيمًا ﴿١٤٤﴾

ترجمہ: اور وہ جو تمہاری بیعت کرتے ہیں وہ تو اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں، اُن کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے تو جس نے عہد توڑا اُس نے اپنے بڑے عبد کو توڑا اور جس نے پورا کیا وہ عبد جو اُس نے اللہ سے کیا تھا تو بہت جلد اللہ اُسے بڑا ثواب دے گا۔ (کنز الایمان)

مثالی فتویٰ: مذکورہ آیت کا شان نزول جاننے کے لئے اس واقعہ کو جاننا ضروری ہے کہ ایک بار ابراہیم علیہ السلام نے خواب دیکھا کہ آپ ﷺ اپنے اصحاب کے ساتھ مکہ مکرمہ میں ایسا کرنے لگے۔ آپ نے ان کو روک دیا اور ان سے کہا کہ میں نے یہ خواب دیکھا ہے کہ تم میرے ساتھ ایسا کرنے لگے۔ انہوں نے کہا کہ ہم تم سے کچھ نہیں سیکھیں گے۔ آپ نے کہا کہ میں نے یہ خواب دیکھا ہے کہ تم میرے ساتھ ایسا کرنے لگے۔ انہوں نے کہا کہ ہم تم سے کچھ نہیں سیکھیں گے۔ آپ نے کہا کہ میں نے یہ خواب دیکھا ہے کہ تم میرے ساتھ ایسا کرنے لگے۔ انہوں نے کہا کہ ہم تم سے کچھ نہیں سیکھیں گے۔

میں نے ان اللہ تعالیٰ کے جہنم کے ساتھ کم از کم دو چار جہنمی کو روانہ ہوئے، جب مقامِ ہجرت پہنچا تو کھانے، مصلحت کی کہ کسی قیامت پر مسلمانوں کو غمزدہ کرنے کے لئے مکہ میں داخل نہیں ہونے دیں گے۔ گھبراہٹ کی طرف سے غزوہ بن مسعود ثقیفی نے سفیر کی حیثیت سے حضور نبی

کرم اللہ کی بارگاہ میں حاضری دی اور دربار رسالت کی طرف سے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سفر کی حیثیت سے مکہ مکرمہ تشریف لے گئے، عروہ بن مسعود ثقفی نے جب دربار نبی ﷺ کا ادب دیکھا اور مجلس پاک کا نظارہ کیا تو حیران رہ گیا، جس کا تذکرہ مٹب سیرت میں ہے کہ عروہ ابن مسعود ثقفی نے اپنی قوم میں واپس جا کر کہا، اے میری قوم! اللہ کی قسم، مجھے بادشاہوں کے دربار میں جانے کا اتفاق ہوا ہے، اور میں نے قیصر و کسریٰ اور خورشید کے دربار دیکھے، اللہ کی قسم! میں نے ہرگز کسی بادشاہ کو نہیں دیکھا کہ اُس کے اصحاب اُس کی اتنی تقسیم کرتے ہوں، جتنی تقسیم اصحابِ محمد ﷺ کی کرتے تھے، اللہ اور ریختِ جاہلوں کا بلغم

١٤٤ - سورة الفتح: ١٠/٤٨

أيضاً إزالة الحطأء، مقصد أول، فصل چهارم، ص ۴۴

أيضاً جلاء الأفهام ص ١٠٣

رقم: ۸۷۹۸، ۱۰/۱۵

١٥٠- لتحرير روح البيان، سورة (٤٨) للفتح، الآية ١٠، ٢٦/٩.

اس قسم کی متعدد صحیح روایات ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور ایسے غلاموں سے بیعت لیا کرتے تھے، مستورات کو بھی اس شرف سے مشرف فرماتے، لیکن اُن کی بیعت کا طریقہ یہ تھا کہ پانی کے ایک پیالہ میں پہلے حضور ﷺ اپنا دست مبارک رکھتے، اُس کے بعد اُن کو اُس پیالہ میں ہاتھ ڈالنے کا حکم دیتے، (۱۰۷۲) حضور ﷺ نے کبھی کسی حبشیہ کے ساتھ مصافحہ نہیں کیا، محض قول سے بیعت فرماتے یا کپڑے سے کہ جس کی ایک طرف خود دست مبارک میں لیتے اور دوسری طرف مستورات کے ہاتھ میں ہوتی۔ (۱۰۴۰)

ﷺ کے رسول اکرم ﷺ کے ساتھ بیعت کر کے جس نے بیعت کو توڑ دیا اُس نے اپنے آپ کو نقصان پہنچایا، اور جس نے اُس بیعت کو پورا کیا اور اُس عہد کو ایفا کیا اُس کو اللہ تعالیٰ اجرِ عظیم عطا فرمائے گا، وہ جنت میں اقامت گزین ہوں گے اور اُس میں انہیں ایسی نعمتوں سے نوازا جائے گا جن کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی دل میں وہ ٹھکنے:

مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ وَ لَا أُذُنٌ سَمِعَتْ وَ لَا خَطَرَ عَلَى قَلْبٍ نَبِيٍّ (۱۰۵۰)

جس نفوسِ شہیدہ نے اُس درخت کے نیچے بیعت کی سعادت حاصل کی اُن میں سے کوئی ایسی چیز نہیں دیکھی اور نہ کسی نے سنی اور نہ کسی نے سوچا کہ اُس کا گھر فرماتے۔

۱۰۴۔ علامہ ابن ماجہ رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ بیعت میں ہاتھ بیکرا مردوں کی، عورتوں کے کیونکہ مردی ہے کہ عورتیں نبی ﷺ کی نگاہ میں سب سے برتر ہیں اور حضور ﷺ کی نگاہ میں سب سے برتر ہیں، اب رتبہ عطا فرمایا، جو کسی کو نہ ملا، رتبہ کے لئے نبی ﷺ کے ہاتھ کو نہیں چھوئے گا کیونکہ ایک عورت سے بھی اس کا رتبہ اونچا ہے جس طرح حضور ﷺ نے اپنا دست مبارک اُن کے ہاتھ میں رکھا اور اُن سے نوازا اور پانی انہیں دے دیا کہ وہ (برکت حاصل کر کے اپنے گھر لے جائیں) اس میں ذالِ ذیہ (اس طرح شیخ عبدالحزیز دیرینی نے "الروضة الاضیاء" میں ذکر کیا ہے) روح البیان، سورة (۴۸) الفتح، الآیہ: ۱۰، ۶۸/۹

۱۰۵۔ صحیح السجاری کتاب بدء الحلق، باب ما جاء فی صفة الحنة برقم: ۳۲۴۴، ۴۴۳/۶، و کتاب التفسیر، سورة (۳۶) نمل السجدة، باب ﴿وَمَا تَسْأَلُهُمْ فَلَسْ مَا أُخِيتُ لَهُمْ﴾ برقم: ۴۷۷۹، ۴۷۸۰، و کتاب التوحید، باب قول اللہ تعالیٰ ﴿وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ﴾ برقم: ۷۴۹۸، ۷۴۹۹، ایضاً صحیح مسلم، کتاب صفة الحنة و صفة لبعثها فیها و أهلها، باب صفة الحنة برقم: ۳۷۷۳۵۰، ۳۷۷۳۶، ۴۱۷۲۳۶، ۲۸۲۴، ص ۱۳۵

نے اُس بیعت کو نہیں توڑا حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

بَايَعْنَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَحْنُ الشَّحْرَوَةُ عَلَى الْمَوْبِ وَ عَلَى آلَا نَفِيرٍ فَمَا نَكُنْ أَحَدًا بِنَا الْكَيْفَةَ إِلَّا خَدَّ بَن قَيْسٍ وَ كَانَ مَنَافِقًا اخْتَبَأَ نَحْنُ إِيَّاهُ بَعِيرَهُ (۱۰۶)

یعنی، ہم نے اس درخت کے نیچے اس بات پر اللہ کے رسول سے بیعت کی کہ ہم جان دے دیں گے لیکن راکھ پر اترنا نہیں کریں گے، پس ہم میں سے کسی نے بیعت کو نہیں توڑا (۱۰۷۲) مجروحہ بن قیس کے وہ درحقیقت منافق تھا اور جب مسلمان بیعت کر رہے تھے تو وہ اپنے اونٹ کی بغل میں چھپا ہوا تھا۔

اس میں یہ بھی ہے کہ جب تمام صحابہ بیعت کر چکے تو حضور رؤف الرحیم ﷺ نے اپنے ہاتھ کی راکھ اشارہ کر کے فرمایا کہ یہ عثمان کا ہاتھ ہے اور اپنے دامنے ہاتھ کو فرمایا کہ یہ

حضور ﷺ کے ہاتھ ہیں اور میں خود عثمان کی طرف سے بیعت کر رہا ہوں۔

عاشق رسول امام احمد رضا خان محدث بریلوی فرماتے ہیں:

نظیر حق ہو تمہیں، مظہر حق ہو تمہیں تم میں ہے ظاہر خدا تم پہ کروڑوں درود (حدائق بخشش)

۱۰۶۔ تفسیر الکشاف، سورة الفتح الآیہ: ۱۰، ۳۲۶/۴۰

۱۰۷۔ ایضاً تفسیر روح البیان، سورة (۴۸) الفتح الآیہ: ۱۰، ۲۶/۹۰، ۲۶/۷۷، ابن نفوس قدس سرہ کا یہ ہے کہ امام مسلم نے روایت کیا حضور ﷺ تم اموی میں حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ہاں گھر لے فرماتے تھے، آپ نے ارشاد فرمایا کہ اس ثناء اللہ اسبابِ حمد و ثناء کے لئے بیعت کی تھی میں کوئی ایک بھی روزِ حج میں نہیں جائے گا (صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب فضائل أهل الفجرة، برقم: ۱۶۳/۹، ۴۸۸، ۲۴۹۶)، ص ۱۲۱۱

اس لئے فرماتے ہیں:

”مَنْ رَأَى فَقَدْ رَأَى الْحَقَّ“ (۱۵۸)

یعنی جس نے مجھ کو دیکھا اس نے حق کو دیکھا۔

مگر ضبط کا عالم یہ ہے کہ ہر برادر اسے اپنی شانِ بندگی کا اظہار فرماتے ہیں، لیکن جب حقیقت کا اظہار فرماتے ہیں تو فرمایا:

”لَمْ يَعْرِفْنِي غَيْرَ رَبِّي“ (۱۵۹)

یعنی میری حقیقت کو میرے رب کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

تم ذاتِ خدا سے نہ مجھ راہو نہ خدا ہو اللہ کو معلوم ہے کیا جانیں کیا ہو (دو قوافل)

وہی نورِ حق وہی ظلی رب ہے انہیں سے سب ہے انہیں کا سب

نہیں اُن کی ملک میں آسمان کہ زمین نہیں کہ زمان نہیں

وہی لامکان کے کین ہوئے سرِ عرش تختِ فشین ہوئے

وہ نبی ہے جس کے ہیں یہ مکان وہ خدا ہے جس کا مکان نہیں

کروں تیرے نام پہ جاں فدا نہ بس ایک جہاں نہ ہو

دو جہاں سے بھی نہیں جی بھرا کروں کیا کوئی جہاں نہیں

(محققِ محسن)

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم خدا چاہتا ہے رضا ہے محمد ﷺ

۱۵۸۔ صحیح البخاری کتاب التَّصْوِيرِ باب مَنْ رَأَى النَّبِيَّ ﷺ فِي الْمَنَامِ رَجُمَ ۶۹۹۶/۴، ۳۳۸/۴

أَيْضاً صَحِيحُ مُسْلِمٍ، كِتَابُ الرِّيَاءِ، بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: ”مَنْ رَأَى فِي الْمَنَامِ فَقَدْ رَأَى“

رَجُمَ ۵۹۸۳، ۲۶۶۷ ص ۱۱۱۴

۱۵۹۔ مکتوبہ شریف کو علامہ غلام حسن قادری نے ”مجمع الرسائل“ (۷/۲) میں ”زرقا علی

المصاحب“ (۱۹۸/۵) ”مطالع الحضرات“ (ص ۱۲۹) اور ”النوار محمديه“ (ص ۸۷)

و فرما کر حوالے سے اپنی تہذیب ”شانِ مصطفیٰ“ ص ۸۲۷ میں نقل کیا ہے۔

۲۷۔ وَجَاءَ إِلَيْهَا الْفَيْنِ اَهُنُوا لَا تَقْدِمُوا بَيْنَ يَدَيِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَاتَّقُوا اللَّهَ ط إِنَّ اللَّهَ

صَمِيعٌ عَلِيمٌ (۱۶۰)

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو اور اللہ سے ڈرو،

بے شک اللہ سنا جانتا ہے۔ (کنز الایمان)

شانِ نبوی: بعض صحابہ نے بقرعید کے دن حضور نبی کریم ﷺ سے پہلے یعنی نماز عید

سے قبل قربانی کر لی اور بعض صحابہ رمضان سے ایک دن پہلے روزہ شروع کر دیتے تھے، اس پر

یہ آ کر یہ مازل ہوئی۔ (۱۶۱)

اس آیت میں رسول کریم ﷺ کی عزت و کرم کا حکم دیا جا رہا ہے، ادب و احترام کے

انداز سکھائے جا رہے ہیں چونکہ ادب ہوگا تو دل میں تقسیم ہوگی، تقسیم ہوگی تو اُس کے ہر حکم کی

تعمیل کا جذبہ پیدا ہوگا، جب تعمیل حکم کی کوشش ہوگی تو محبت کی نعمت مرحمت فرمائی جائے گی اور

محبت رحمت کے عشق کی شمع روشن ہوگی تو حریمِ کبریائی تک جانے والا سارا راستہ منور ہو

۱۶۰۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ عَزَّ وَجَلَّ وَتَقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَتَقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ

ترجمہ: اے اللہ! محمد و آل محمد پر رحمت بھیج اور ان کے درمیان میں اپنی شانِ نبوی کے تقاضا میں

پیش قدمی فرما۔ (۱۶۱) یعنی، فلاں شخص اپنے امام کے آگے آگے چلتا ہے۔

۱۶۱۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ عَزَّ وَجَلَّ وَتَقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَتَقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ

ترجمہ: اے اللہ! محمد و آل محمد پر رحمت بھیج اور ان کے درمیان میں اپنی شانِ نبوی کے تقاضا میں

پیش قدمی فرما۔ (۱۶۲) یعنی، فلاں شخص اپنے امام کے آگے آگے چلتا ہے۔

لَا تَقُولُوا اخْلَافَ الْكِتَابِ وَ السُّنَنِ (۱۶۲)

یعنی، کتاب و سنت کے خلاف مت کہو۔

۱۶۰۔ سورة الحجرات: ۱/۴۹

۱۶۱۔ لُغَاتُ النُّحُولِ فِي أَصَابِ النُّحُولِ، سورة الحجرات، ص ۲۹۴

۱۶۲۔ تفسیر ابن جریر، سورة الحجرات، الآية: ۱، ۳۷۷/۲

۱۶۳۔ تفسیر ابن کثیر، سورة الحجرات، الآية: ۱، ۲۵۶/۴

حقیقت تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اُس کے نبی کریم ﷺ پر ایمان لانے کے بعد کسی کو یہ حق ہی نہیں پہنچتا کہ وہ اپنے کریم رب اور اُس کے مکرم رسول کے ارشاد کے خلاف کوئی بات کہے، یا کوئی بات کرے جب انسان اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کرتا ہے تو وہ اس امر کا بھی اعلان کر رہا ہوتا ہے کہ آج کے بعد وہ اپنی ہر خواہش اپنے خالق حقیقی اور اُس کے محبوب رسول اللہ ﷺ کی مرضی اور حکم پر بلا تاثر مل کر بان کر دے گا۔

یہ ارشاد فقط اہل ایمان کی شخص اور انفرادی زندگی تک محدود نہیں بلکہ قومی اور اجتماعی زندگی کے تمام گوشوں سیاسی و اقتصادی اور اخلاقی کو بھی محیط ہے نہ کسی مرد کو یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ کوئی ایسا قانون بنائے جو کتاب و سنت کے متصادم ہو اور نہ کسی عدالت و پنجایت کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ احکام شرعی کے برعکس کوئی فیصلہ کرے۔

﴿لَا تَقْبَلُوا مِنِّي دِينَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ﴾ کے مختصر کلمات میں معانی و مطالب کا بیکراں سوزن ہے یہاں ایک چیز غور طلب ہے ﴿لَا تَقْبَلُوا﴾ کچھ معنی ہے لیکن اس کا مفعول مذکور نہیں۔ اس کی حکمت یہ ہے کہ اگر کسی چیز کو ذکر کر دیا جاتا تو صرف اُس کے بارے میں حکم کی خلاف ورزی ممنوع ہوتی، مفعول کو ذکر نہ کر کے بتا دیا کہ کوئی عمل ہو، کوئی قول ہو، زندگی کے کسی بھی شعبے سے اُس کا تعلق ہو، اُس میں اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کے ارشاد سے انحراف ممنوع ہے، نیز اگر مفعول ذکر کر دیا جاتا تو سامعین کو یہ بھی مبذول ہو جاتی کہ اُسے ذکر نہ کر کے بتا دیا کہ تمہاری تمام توجہ ﴿لَا تَقْبَلُوا﴾ کے فرمان پر مرکوز ہونی چاہئے۔

نماز میں تعظیم مصطفیٰ ﷺ

”بخاری شریف“ میں سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ بنی عمرو بن عوف کے درمیان کچھ تنازع ہوا تھا، نبی کریم ﷺ چند صحابہ کے ساتھ اُن میں صلح کرانے کے لئے تشریف لے گئے نماز کا وقت آگیا اور حضور تشریف نہیں لائے، حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اذان کہی، حضور ﷺ اب بھی تشریف نہیں لائے، حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آ کر کہا کہ حضور وہاں رک گئے

ہیں، نماز تیار ہے کیا آپ امامت کریں گے، فرمایا اگر تم کو تو پڑھا دوں، حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اقامت کہی، اور حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آگے مصلیٰ امامت پر جلوہ افروز ہوئے، کچھ دیر بعد حضور ﷺ تشریف لائے، اور منوں سے گزر کر مصیٰ اول میں تشریف لے جا کر قیام فرمایا، لوگوں نے ہاتھ پر ہاتھ مارا شروع کیا کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ متوجہ ہوں، (مگر جب وہ نماز میں ہوتے تو کسی طرف متوجہ نہ ہوتے مگر جب لوگوں نے بکثرت ہاتھ مارا شروع کیا) حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ادھر توجہ کی دیکھا کہ حضور ﷺ اُن کے پیچھے تشریف فرما ہیں، حضور کے لئے پیچھے ہٹ کر آگے تشریف لے جانے کا اشارہ کیا، حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم جیسے نماز پڑھا رہے ہو پڑھاؤ۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اللہ کی حمد کی اور اُلٹے پاؤں پیچھے چل کر صف میں شامل ہو کر حضور ﷺ آگے تشریف لائے اور نماز پڑھائی، نماز سے فارغ ہو کر لوگوں سے فرمایا کہ اب کیا نماز میں کوئی بات پیش آ جائے تو تم نے ہاتھ پر ہاتھ مارنا شروع کر دیا، یہ ارشاد ہے کہ اگر کوئی چیز نماز میں کسی کو پیش آئے تو سبحان اللہ، سبحان اللہ کہے، امام جب اس کے لئے اشارہ کرے تو پھر وہاں سے اُٹھ جائے گا اور ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا، ”اے ابو بکر! جیسے میں نے اشارہ کر دیا تھا پھر تمہیں نماز پڑھانے سے کون سا امر مانع ہوا؟ عرض کی یا رسول اللہ! ابو قحافہ کے بیٹے (ابو بکر) کو یہ سزاوار نہیں کہ نبی کریم ﷺ کے آگے نماز پڑھے (یعنی امام بنے)۔“ (۱۱۷)

یہاں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے عمل سے تو یہ تعظیم کی کہ عین نماز کی حالت میں حضور کی خاطر مصلیٰ امامت خالی کر دیا، اور خود پیچھے مقتدیوں میں شامل

۱۶۴۔ صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب من فعل لیوم الناس، فصاء الإمام الاوّل، برقم: ۶۸۴، ۱۶۵/۱، و کتاب العمل فی الصلاة، باب ما یحوز فی التفسیح و الحمد فی الصلاة للرجال، برقم: ۱۶۱، ۱۶۲/۱، و باب رفع الیدین فی الصلاة الخ، برقم: ۱۶۱۸، ۱۶۲/۱، و باب الاشارة فی الصلاة برقم: ۱۶۳۴، ۱۶۳/۱، و کتاب الصلح، باب ما جاء فی الإصلاح بین الناس، برقم: ۲۶۹۵، ۱۸۴/۲، و کتاب الاحکام، باب الإمام یأتی یومًا فیصلح بینہم، برقم: ۷۱۹، ۳۸۸/۴، ۳۸۹

ہو گئے۔ (۱۶۵)

اور اپنے قول سے تقسیم کی کہ حضور ﷺ کی عظمت و بزرگی کا برملا اظہار کرتے ہوئے عرض کیا، ہو قافہ کے بیٹے کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ حضور کے آگے بڑھ کر نماز پڑھے۔

۱۶۵۔ اور اس حدیث شریف کی وضاحت کرتے ہوئے مفتی محمد شوکت علی سہاوی لکھتے ہیں کہ حدیث شریف میں مکمل صراحت موجود ہے کہ نماز شروع ہو چکی ہے اور دوران نماز صحابہ کرام نے تصدیق زور زور سے کی اور کثرت سے کی، کیوں؟ تاکہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پتہ چل جائے کہ نبی کریم ﷺ تشریف لائے ہیں۔

تایید صحابہ کرام دوران نماز یہ سارا کام نبی علیہ السلام کے لئے کر رہے ہیں انہیں؟ دوہرا نماز ان کی توجہ نبی علیہ السلام کی طرف لگائی گئی؟ اور ان نماز ہی نبی کریم ﷺ کی خاطر وہ سب کیا یہ خواہش نہیں کر رہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیچھے آ جائیں اور نبی علیہ السلام مصلیٰ بن جائیں؟

پھر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ترغیب قلب شریف کی طرف جب بہت زیادہ تصدیق ہوئی (یعنی تالیان بجا ہوا) تو بخاری و مسلم دونوں میں ہے "الْفَتْ فَرَأَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَدَوَّعَ" ہوئے اور رسول اللہ ﷺ کو دیکھا، نبی علیہ السلام پہلی صف میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے کی طرف ہیں جب تک حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ چہرہ مبارک کے پیچھے کی جانب ڈیجیر نہیں جب تک نبی علیہ السلام مکئین دیکھ سکتے تو یہ حال کہ دوران نماز حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قلب شریف سے ترغیب اور گیسر کر ڈیا، ان کے پیچھے بجا کر دیکھا، پھر نبی علیہ السلام کی تنظیم بجالا لے ہوئے پہلی صف میں آ گئے۔

تایید؟ نبی علیہ السلام کی طرف دوران نماز توجہ کی انہیں اور تنظیم بجالا لے کر؟
نبی پاک ﷺ نے سوال فرمایا تو عرض کی ہو قافہ کے بیٹے کی کیا جرأت کہ تجھے کھینچ کر لے جائے تو کا بیت ہو گا کہ وہ تنظیم کی خاطر ہی پیچھے آئے تھے۔

پھر نبی علیہ السلام نے ضرورت کے وقت صحیح و متعین کا مسئلہ تالیان گریہ تو نہیں فرمایا کہ تم لوگوں نے چونکہ دوران نماز میری طرف توجہ لگا دی اور ابو بکر نے تو مکمل توجہ ہی لگا دی چہرہ دیکھی دوران نماز پیچھے کی طرف پھیر کر دیکھ لیا پھر میری تنظیم بھی بجالا، لہذا سب کی نماز گئی اور تم شرک کے بھی مرتکب ہو گئے۔

اگر نبی علیہ السلام نے ایسا کوئی ثبوت ارشاد نہیں فرمایا اور جیتا نہیں فرمایا تو (اگر وہ ولایت کے سرخند) شاد و اسماحیل دہلوی اور ان کے پیروکار کو نبی علیہ السلام مہر صحابہ کرام رضوانہ اللہ علیہم اجمعین سے بڑھ کر تو حید کی گھر پڑی ہوئی ہے۔ (نماز میں تنظیم مصطفیٰ ﷺ، ص ۳۱، ۳۲)

اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی متفق علیہ حدیث ہے کہ جن دنوں نبی کریم علیہ السلام سے تکلیف شرف حاصل کر رہی تھی، آپ ﷺ نے حضرت ابو بکر کو حکم دیا کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں، پس ایک دن نبی کریم ﷺ نے کچھ اتفاقاً تمہیں فرمایا تو آپ نماز کے لئے مسجد میں تشریف لائے، اس وقت حضرت ابو بکر لوگوں کی امامت فرما رہے تھے جیسے ہی حضرت ابو بکر کو معلوم ہوا کہ نبی کریم علیہ الصلاۃ والسلام تشریف لائے ہیں تو آپ پیچھے ہٹ گئے، نبی کریم علیہ الصلاۃ والسلام نے ان کو اشارہ فرمایا کہ اپنی جگہ رہو، پھر نبی کریم ﷺ ان کے پہلو میں تشریف فرما ہو گئے، پس حضرت ابو بکر نبی کریم ﷺ کی اقتداء کر رہے تھے اور تمام لوگ حضرت ابو بکر کی اقتداء کر رہے تھے۔ (۱۶۶)

۱۶۶۔ صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب من قام بالی جنب الإمام ولجأہ برقم: ۶۸۳، ۱۶۶/۱
ایضاً صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ استحلاف الإمام إذا عرس اللج، برقم: ۸۶۶/۹۰
(۱۶۶) ص ۲۰۱

اور حدیث شریف کے تحت مفتی محمد شوکت علی سہاوی لکھتے ہیں جب نبی علیہ السلام نماز کے لئے تشریف لائے، حضرت ابو بکر امامت کر رہے تھے، اس کا مطلب یہ ہے کہ نماز شروع ہو چکی اور دوران نماز میں تشریف لائے، اب دوران نماز حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تنظیم کی خاطر جو پیچھے ہٹے گئے تھے بلا ہے یہ تنظیم نبی علیہ السلام کی طرف سے کی گئی؟ اور کیا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسی بڑی کونرا کی ہدایت یا رجا و غلو کی کے اب کا پیچھے ہٹنا کہ وہ دوران نماز نبی علیہ السلام کی طرف توجہ بھی کر رہے ہیں اور تنظیم بھی بجالا رہے ہیں؟

معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا نظریہ یہ تھا کہ وہ دوران نماز نبی علیہ السلام کی طرف توجہ کر دیا اور نبی علیہ السلام کی تنظیم بجالا، ہرگز ہرگز نماز پر کوئی حقیقی اثر نہیں (اللہ یہ محض امام ابوہریرہ) شاد و اسماحیل دہلوی کی نماز ہے اور انہیں کی توجہ یہ کہ دوران نماز گائے تھل گدھے کا خیال تو اتنا بڑا نہیں مگر نبی علیہ السلام کا خیال اور آپ کی طرف توجہ گائے تھل گدھے کے خیال میں اب جانے سے زیادہ بڑا ہے (بحسبہ باللہ من هذه الہلوات)، کتاب وسنت میں عین صحابہ کرام کی پیروی کا حکم ہے نہ کہ شاد و اسماحیل دہلوی کی تحقیق ایسا نقل کرنے کا۔ (نماز میں تنظیم مصطفیٰ ﷺ، ص ۲۸، ۲۹)

پھر نماز میں تنظیم مصطفیٰ ﷺ کا یہ پہلا واقعہ نہیں تھا جب یہ معلوم تھا کہ نبی علیہ السلام صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف توجہ لگائی ہوئی ہے اور یہ تنظیم شروع ہوئی تو حضور ﷺ اپنے بار

اللہ تعالیٰ اپنے پیارے محبوب ﷺ کے آدابِ تعظیم و توقیر کا حکم ارشاد فرما کرتا رہا ہے کہ میری رضا اس میں ہے کہ میرے پیارے ﷺ کی تعظیم و توقیر کر کے میرے محبوب ﷺ کو خوش کرو تا کہ میری خوشی تمہیں حاصل ہو۔ ﷺ

یارب ہر اجمار ہے دانگ جگر کا بانگ ہر مہ مہ بہار ہو ہر سال سال گل (حدائق بخشش)

لُحَا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ

۲۸۔ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَن تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنتُمْ لَا تَشْعُرُونَ﴾ (۱۶۹) ترجمہ: اے ایمان والو! اپنی آوازیں اونچی نہ کرو، اس غیب تانے والے (نبی) کی آواز سے اور ان کے حضور بات چلا کر نہ کہو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلاتے ہو کہ کہیں تمہارے عمل اکارت نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو۔ (کنز الایمان)

شاہانِ نول: یہ آیت حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق مازلے ہوئی جو کچھ اونچا سنتے تھے اور خود بلند آواز تھے، (۱۷۰) حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آیت کریمہ کے مازل ہونے کے بعد خانہ نشین ہو گئے، بارگاہِ نبوی ﷺ میں حاضر نہ ہوئے حضور ﷺ نے ان کی غیر حاضری کا سبب پوچھا، حضرت نے جواب دیا کہ میں خانہ نشین ہو جانے پر ذوی تھے، انہوں نے حضرت ثابت بن قیس سے پوچھا وہ بولے کہ تو دروغی ہو چکا ہو، میری آواز اونچی ہو گئی، حضور رحمتہ لعلہا لین نے فرمایا، ”ان سے کہو وہ جھوٹے ہیں۔“

۱۶۹۔ سورۃ الحجرات: ۴۹/۲

۱۷۰۔ زاد المعیر، سورۃ (۴۹) الحجرات، الآیۃ: ۴۹/۲، ۴۹/۷، ۴۹/۱۰

ایضاً تفسیر الوصول، سورۃ (۴۹) الحجرات، الآیۃ: ۴۹، ص ۳۱

۱۷۱۔ صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب محافۃ المؤمن من أن تحبط عملہ، رقم:

۱۸۷/۲۲۹- (۱۱۹) ص ۷۶، ۷۷

ایضاً تفسیر ابن کثیر، سورۃ (۴۹) الحجرات، الآیۃ: ۴۹/۱، ۴۹/۷، ۴۹/۱۰

ایضاً تفسیر القرطبی، سورۃ (۴۹) الحجرات، الآیۃ: ۴۹/۱، ۴۹/۷، ۴۹/۱۰

ایضاً نور العرفان، سورۃ الحجرات، الآیۃ: ۴۹، ص ۸۲۲

اس آیت طیبہ میں بھی بارگاہِ رسالت کے آداب کی تعلیم دی جا رہی ہے، کجخلی آیت میں بتایا کہ قول و فعل میں سرورِ عالم ﷺ سے سبقت نہ کرو، اب گفتگو کا طریقہ بتایا جا رہا ہے کہ اگر تمہیں وہاں شرف یا نبی نصیب ہو اور ہم گلامی کی سعادت سے بہرہ ور ہو تو خیال رہے کہ تمہاری آواز میرے محبوب کی آواز سے بلند نہ ہونے پائے، جب حاضر ہو تو ادب و احترام کی تصویر بن کر حاضری دو، اگر اس سلسلہ میں تم نے ذرا سی غفلت برتی اور بے پرواہی سے کام لیا تو سارے اعمالِ حسنہ بھرت، جہاد، عبادات وغیرہ کے تمام اکارت ہو جائیں گے۔

پہلی آیت میں ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا﴾ کے سے خطاب ہو چکا تھا، یہاں خطاب کی ضرورت نہ تھی لیکن معاملہ کی نزاکت اور اہمیت کے پیش نظر دوبارہ اہل ایمان کو ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا﴾ کے سے خطاب کیا، بطور تاکید بتایا کہ یہ کوئی معمولی بات نہیں، بلکہ اس پر زندگی بھر کی طاقتوں، نیکیوں اور حسنت کے مقبول و مقبول ہونے کا دار و مدار ہے۔

خدا چاہتا ہے کہ نبی کے مازل ہونے کو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آہستہ آہستہ کلامِ نبوی ﷺ کو اپنی مجلس میں لے کر آ کر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں نے آپ پر یہ قرآن مازل فرمایا، میں نام و نامی نہیں حضور سے آہستہ آہستہ بات کروں گا سب کوئی وفد حضور ﷺ سے ملاقات کے لئے مدینہ طیبہ پہنچتا تو صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کی طرف ایک خاص آدمی بھیجتے، جو انہیں حاضری کے آداب بتاتا اور ہر طرح سے احترام و توقیر کے لیے تہنیت کرتا۔ (۱۷۲)

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم جو پہلے ہی سراپا ادب و احترام تھے، اس آیت کریمہ کے نازل ہونے کے بعد مزید محتاط ہو گئے، جب ثابت بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو قدرتی طور پر بلند آواز تھے، اس آیت کریمہ کے نازل ہونے کے بعد ان پر تو کویا قیامت ٹوٹ پڑی، گھر میں ہی بیٹھ رہے، دروازہ کو قفل لگا دیا اور دن رات زار و قطار رو رہا شروع کر دیا، خربد کریم علیہ الصلاۃ و السلام

۱۷۲۔ اسی طرح المواہب اللدنیہ، المفصل الرابع، الفصل الثانی، ۲۸۶/۲ میں ”صحیح الحارثی“ کے حوالے سے ہے۔

۱۷۳۔ روح المعانی، سورۃ (۴۹) الحجرات، الآیۃ: ۴۹/۲، ۴۹/۷، ۴۹/۱۰

ایضاً تفسیر ابن کثیر، سورۃ الحجرات، الآیۃ: ۴۹، ص ۸۲۲

آنکس نے جب ایک دور زنا بت کو نہ دیکھا تو ان کے بارے میں دریافت فرمایا، عرض کیا گیا کہ انہیں تو دن رات رونے سے کام ہے، دور ازہ بند کر رکھا ہے، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بولا بھیجا اور رونے کی وجہ پوچھی، غلام! طاعت شعار نے عرض کیا، یا رسول اللہ! میری آواز اونچی ہے مجھے اندیشہ ہے کہ یہ آیت میرے حق میں نازل ہوئی ہے میری تو عمر بھر کی کمائی غارت ہوگئی، دلوز آقا نے یہ مزیدہ جانفزا سنا:

أَنَا نَزَّيْتُ أَنْ نَعْبُدَ حَبِيبًا وَ نَقْتُلَ شَيْطَانًا وَ نَذْخُلَ الْخَنَّةَ

یعنی، کیا تم اس بات پر راضی نہیں کہ تم قاتل تعریف زندگی بسر کرو اور شہید قتل کئے جاؤ اور جنت میں داخل ہو جاؤ۔

عرض کیا ”جَنَّت“ اپنے رب کریم کی اس نوازش پر یہ بندہ راضی ہے۔ (۱۱۷) علامہ ابن قیم نے اس حدیث کو ذکر کرنے کے بعد لکھا کہ جب مسئلہ کذاب کے خلاف پیامہ کے مقام پر گھمسان کا زن پڑا تو مسلمانوں کے قدم ڈمگانے لگے حضرت ثابت اور حضرت سالم رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے آپس میں کہا کہ عہد رسالت میں تو ہم کفار سے اور طرح طرح نہیں لڑا کرتے تھے، وہوں نے اپنے اپنے لئے گڑھا کھودا اور اُس میں ہم کو گھسیٹ کر تیروں کی بوچھاڑ شروع کر دی، حتیٰ کہ وہوں نے جام شہادت میں ہم کو ڈبوایا اور حضرت ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک قبض اور قیمتی زرہ ہمیں رکھی تھی۔

ایک شخص آپ کی فحش کے پاس سے گزرا تو اُس نے وہ زرہ لے لی اور کہا کہ بھئیادی، اُسی شب حضرت ثابت نے ایک شخص کو خواب میں فرمایا کہ میں تمہیں ایک وصیت کر رہا ہوں خبردار! یہ خیال نہ کرنا کہ یہ شخص خواب ہے اس کی کوئی اہمیت نہیں، سو میں کُل جب معقول ہوا تو ایک آدمی میرے پاس سے گزرا، اور میری زرہ اتار لی اُس کی رہائش گاہ پڑاؤ کے آخری کنارہ پر ہے، اُس کی نشانی یہ ہے کہ اُس کے خیمے کے نزدیک ایک گھوڑا چر رہا ہے، جس کے پاؤں میں ایک لمبی رسی بندھی ہوئی ہے، اُس شخص نے میری زرہ پر ایک دیکچا اُٹا رکھ دیا ہے، اُس کے اوپر اہنت کا کچا ہوا ہے، تم صبح حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس جاؤ انہیں کہو کہ

میری زرہ اُس شخص سے لے لیں، دوسری بات یہ ہے کہ جب تم مدینہ پہنچو تو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنا کہ ثابت پر اتنا قرضہ ہے وہ ادا کر دیں، اور میرے فلاں فلاں غلام کو آواز دو کر دیں۔ جب وہ شخص بیدار ہوا تو حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گیا اور اپنا خواب سنایا حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ زرہ وہاں سے تلاش کر لی اور حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وصیت کو عملی جامہ پہنایا قرض ادا کر دیا۔ (۱۷۵)

جن خوش نصیبوں کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کے حبیب کریم ﷺ کا ادب ہوتا ہے اُن کی ارفع بلی شان کا کون اندازہ لگا سکتا ہے۔

محمد ﷺ کی محبت دین حق کی شرطِ اوّل ہے میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے اللہ تعالیٰ نے کون کو حاصل کرنے کے لئے رب کریم ﷺ کو جعل نے اپنے پیارے محبوب ﷺ کو اس لئے بھیجا کہ وہ اپنے پیارے محبوب ﷺ کی خدمت میں جا کر اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے غضب کو دعوت دینا ہے جیسا کہ حدیث پاک میں ہے

مَنْ رَأَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ يَكُونُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَقَدْ رَأَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ يَكُونُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

مگر سب محبوبوں کے محبوب، مولیٰ تعالیٰ کے پیارے، عالمیوں کی جان، اللہ کی ربوبیت کے مظہر اتم محمد ﷺ جن کی رضا اللہ تعالیٰ چاہے ہم کیوں نہ کہیں:

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ

۱۷۵۔ الروح لابن القيم، فصل فی الاستدلال علی سماع العموی، ص ۱۵.

نوٹ: ابن قیم وہ شخص تھا جو ان جیسے کا بڑھو کا روبرو اپنے کا معتمد ہے وہ اپنے جویہ سب نبی کریم ﷺ کے لئے ماننے کے لئے تیار نہیں ان کے امام نے تو یہ ایک صحابی کے لئے ثابت کر دیا ہے۔

۱۷۶۔ صحیح البحاری، کتاب الزقاق، باب القراض، رقم: ۶۵۰۲/۴

ایضاً مشکاة المصابیح، کتاب القنوت، باب ذکر اللہ عز وجل و التقرب الیہ الفصل

۲۹۔ عِبَادُ الْمَلِئِکَیْنِ یُنَادُوْا نَبِیَّکَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَکْفَرُھُمْ لَا یَنْتَقِلُوْنَ ۝ وَاُولٰٓئِھِمْ

صَبْرٌ وَّاحْتِیٰ تَفْخُرُجَ الْیَہِیْمِ لَکَانَ خَیْرًا لَّھُمْ ط وَاللّٰہُ عَفُوْزٌ رَّحِیْمٌ ۝ (۱۷۷)

ترجمہ: بے شک وہ جو تمہیں حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں ان میں اکثر بے عقل ہیں اور اگر وہ صبر کرتے یہاں تک کہ آپ ان کے پاس تشریف لاتے تو یہ ان کے لئے بہتر تھا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ (کنز الایمان)

شانِ نبویؐ: ایک دفعہ جو تہم کا وفد جو ستر (۷۰) یا اسی (۸۰) نفوس پر مشتمل تھا، مدینہ طیبہ آیا اس وفد میں زیدکان بن بدر، عطار بن معبد، قیس بن عامر، قیس بن حارث اور عمرو بن اہتم شامل تھے، وہ پیر کا وقت تھا، سردار عالم ﷺ اپنے حجرہ مبارک میں بیٹھ کر فرما رہے تھے، ان لوگوں نے حضور ﷺ کی آمد تک انتظار کیا اپنی شان کے خلاف سمجھا اور باہر کھڑے ہو کر صدامیں دینے لگے "یَا مُحَمَّدُ اُفْخُجْ" حضور ﷺ کا نام مایہی اسم گرامی لے کر کہنے لگے کہ ہمارے پاس باہر آئیے، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لے آئے تو ان لوگوں نے شیخی بگھارتے ہوئے کہا:

يَا مُحَمَّدُ اِنْ مَدَحْنَا زَيْنَ وَاِنْ شَتَمْنَا شَيْنَ وَنَحْنُ اَكْرَمُ الْعَرَبِ
یعنی، ہم جس کی مدح کرتے ہیں اسے نور میں کر دیتے ہیں اور جس کی شتم کرتے ہیں اس کو مہووب بنا دیتے ہیں، ہم تمام عربوں سے اشراف ہیں۔
نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

كَذَبْتُمْ بَلْ يَذَّخَرُ اللّٰهُ تَعَالٰی زَيْنَ وَّ شَتْمَ شَيْنَ وَاَكْرَمُ بَشَرٍ
یوسف بن یعقوب بن یسحاق بن ابی ابراہیم

یعنی، اے نبی تم یہ اہم نے غلط کہا بلکہ اللہ تعالیٰ کی مدح باعثِ رحمت ہے اور اس عی کی مذمت باعثِ عقوبت ہے اور تم سے اشراف حضرت یوسف بن یعقوب بن اسحاق بن ابی ہریرہ علیہم السلام ہیں۔

پھر انہوں نے کہا ہم معاشرت کی غرض سے آئے ہیں، چنانچہ پہلے اُن کا خطیب عطار

ابن حجاب کھڑا ہوا اور اُس نے اپنے قبیلے کی تعریف میں زمین و آسمان کے قلابے ملا دیئے اور اپنی فصاحت و بلاغت کا مظاہرہ کیا۔

اس پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ثابت بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اُس کا جواب دینے کا حکم فرمایا، جب اس مکتب نبوت کے شاگرد رشید نے لب کشائی کی تو اُن کے چٹکے چھوٹ گئے اور وہ اسہم کر رہ گئے، اس کے بعد اُن کا شاعر زیدکان بن بدر کھڑا ہوا اور اپنی قوم کی مدح میں ایک قصیدہ پڑھا، حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اشارہ فرمایا حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فی الہدیہ اُن کے قاضی کی دجیاں نکھیر دیں، اور اسلام کی صداقت اور حضور ﷺ کی عظمت کو اس انداز میں بیان فرمایا کہ ان کا غرور خاک میں مل گیا، اقرب کو تسلیم کرنا پڑا کہ نہ ہمارا خطیب حضور ﷺ کی خطیب کا ہم پلہ ہے اور نہ ہمارا شاعر دربارِ رسالت ﷺ کے شاعر سے کوئی نسبت رکھتا ہے۔ (۱۷۸)

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نگاہ کرم سے اُن پر اپنا خصوصی کرم فرمایا، انہوں نے ان کے لئے کثادہ کر دیا، سارے کے سارے معترف بایمان ہوئے، انہوں نے انہیں انعام و اکرام سے انہیں مالا مال کر دیا۔

علامہ ابی ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ ان آیات میں بارگاہ نبوت میں بے ادبی کی قباحیت عیاں کرنے کے ساتھ ساتھ ادب کی بھی تعلیم دی جا رہی ہے، نلاء کرام نے ان آیات سے استفادہ کیا ہے، حضرت ابو عبیدہ جو بلند پایہ عالم تھے فرمایا کرتے تھے کہ میں نے کبھی کسی استاد کے دروازے پر دست نہیں دی بلکہ میں اس انتظار میں رہتا جب وہ از خود تشریف لاتے

۱۷۸۔ رواہ الترمذی فی "سننہ" فی التفسیر (باب من سورۃ الحجرات، رقم: ۳۶۶۷، ۳۶۶۸/۴) عن براء بن عازب رضی اللہ عنہ محضراً، وخرجه الطبری فی "تفسیرہ" (سورۃ الحجرات، الآیۃ ۴، ۵، رقم: ۳۱۶۷۶، ۳۱۶۷۷/۱۱، ۳۸۱/۱۱) محضراً، و زاد السیوطی فی "القرآن المشکور" (سورۃ (۴۹) الحجرات، الآیۃ ۴، ۵، ۷/۴۸۱) فی عروہ لابن المنذر وابن ابی حاتم عن البراء بن عازب و لہ شاهد من حدیث ابی حاتم عن عبد الرحمن عن الاخرج عن حابس بن جحیم عند احمد فی "المسنند" (۴۸۸/۳، ۳۹۳/۶، ۳۹۴) و الطبری فی "تفسیرہ" (سورۃ الحجرات، الآیۃ ۴، ۵، رقم: ۳۱۶۷۹، ۳۸۲/۱۱)

تو ان سے استفادہ کرتا، قاسم ابن سنان کوئی سے بھی اسی قسم کا قول مقبول ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما قرآن کی تعلیم حاصل کرنے کے لئے حضرت ابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر جاتے تو ان کا دروازہ نہ کھٹکتا تھے، بلکہ خاموشی سے ان کا انتظار کرتے یہاں تک کہ وہ اپنے معمول کے مطابق باہر آتے، حضرت ابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ بات بڑی گراں گزری، کہا آپ نے دروازہ کیوں نہ کھٹکایا تاکہ میں فوراً باہر آ جاؤں، اور آپ کو انتظار کی زحمت نہ اٹھانا پڑتی، آپ نے جواب میں کہا:

الْعَالِمُ فِي قَوْمِهِ كَالنَّبِيِّ فِي أُمَّتِهِ وَفَدَّ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى فِي حَقِّ نَبِيِّهِ عَلَيْهِ السَّلَامَةُ وَهُوَ لَوْ أَنَّهُمْ صَبَرُوا حَتَّى تَخْرُجَ إِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَهُمْ ﴿١﴾

یعنی، عالم اپنی قوم میں اس طرح ہے جس طرح نبی اپنی امت میں ہوتا ہے، اور اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کے بارے میں فرمایا: ﴿هُوَ لَوْ أَنَّهُمْ صَبَرُوا حَتَّى تَخْرُجَ إِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَهُمْ﴾ ترجمہ: اگر وہ صبر کرتے یہاں تک کہ آپ ان کے پاس تشریف لاتے تو یہ ان کے لئے بہتر تھا۔

اس کے بعد علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”اس حدیث میں یہ واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے اساتذہ کے ساتھ معاملہ کیا۔ (۱۷۹) اور عمر بھر اس کے مطابق اپنے اساتذہ کے ساتھ معاملہ کیا۔ (۱۷۹) دنیوی بادشاہوں کے دربار کے آداب بادشاہ خود بناتے ہیں لیکن دربار کے بادشاہ علیہ السلام کے آداب خود اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے نیز یہ آداب اس وقت کے مسلمانوں کے لئے نہیں بلکہ قیامت ہر انسان، جن پر مشیت پر ہر وقت کے لئے جاری ہیں، خواہ محبوب کریم ﷺ ظاہری حیات میں جلوہ گریوں یا پردہ کی حالت میں، آداب ہمیشہ کے لئے ایک ہی ہیں، اگر ان آداب میں معمولی سی غلطی ہو جائے تو فوراً توبہ کریں اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

سبحان اللہ! یہ ہیں وہ محبوب کریم ﷺ جن کی شانیں محبوبی میں زندگی گزارنے کا طور

ہے جس کا نام احمد یا محمد ہو گا وہ دوزخ نہیں جائے گا۔

حضور ﷺ کی تقسیم کرنے والا کیسے محرم رہ سکتا ہے جب کہ صرف حضور ﷺ کے مبارک اسم کی تقسیم کرنے والا نواز دیا جاتا ہے چنانچہ ”القول البدیع“ (۱۸۱)، ”حلیۃ الاولیاء“ اور ”مقاصد السالکین“ میں یہ کہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کا زمانہ تھا، اُن کی قوم بنی اسرائیل میں ایک شخص نہایت ہی مٹھنا پکارا رہا تھا، اُس نے سو سال اور ایک قول کے مطابق دو سو سال فارمانی میں گزارے، جب وہ مر گیا تو بنی اسرائیل نے اُس کو نخل تک نہ دیا بلکہ اُسے گندگی کے ڈھیر پر پھینک دیا، اللہ تعالیٰ نے اپنے کلیم علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ ہمارا ایک دوست فوت ہو گیا ہے، اُسے لوگوں نے گندگی پر پھینک دیا ہے، آپ اُس کی نماز جنازہ پڑھا نہیں اور تجھ پر عقین کر کے دفن کر دیں، اس حکم رہائی پر موسیٰ کلیم اللہ نے اُس کی گندگی سے اُٹھا کر نخل دیا کفن دے کر نماز جنازہ پڑھا اور دفن کر دیا، بعد میں موسیٰ علیہ السلام نے اسلام نے دربار الہی میں عرض کیا اللہ! یہ اتنا بڑا گمراہ کافر ہے کہ اُسے کھدوا دیا ہوگا؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اے پیارے کلیم! تھا تو بڑا گمراہ لیکن ایک دن اُس نے توبہ کی تو یہ کھول دیا اور میں میرے حبیب کا نام مبارک محمد (ﷺ) تحریر تھا، جب اس کی نظر اُس پر پڑی تو اس کے دل میں میرے حبیب (ﷺ) کی محبت نے جوش مارا، اُس نے جوش سے دعا کی کہ میرے اس کو بوسہ دیا اور آنکھوں پر رکھا اور دو پاک پڑھا، اس نام پاک کی تحسین سے جسے میں نے اُس کے سارے گناہ معاف فرما دیئے اور مقبول بندوں میں داخل فرما دیا۔

گفہار آپ کو کاہن کہتے حالانکہ جانتے تھے کہ آپ نئی کاہن ہیں اور نئی آپ میں کوئی کاہنوں جیسی بات ہے، آپ نبی و رسول ہیں۔

نبوت اور کلمات میں کیا تعلق ہے سوائے اس کے کہ محض الزام تراشی ہو، جو نبی نفسہ باطل اور غلط حرکت ہے، گفہار کبھی کاہن کہتے کبھی مجنوں اس تضاد سے اُن کی بے ہودگی واضح ہے کہ کاہن نہ مجنوں ہو سکتا ہے نہ نبی مجنوں کاہن۔

آپ دونوں باتوں سے پاک و منزہ ہیں، اس لئے کہ آپ نبی و رسول ہیں، آپ کو جو صداقت و سچائی اور عقل کی وجاہت حاصل ہے وہ کسی کو عطا نہیں۔

اور ایک قول یہ ہے کہ گفت کے ساتھ ”ب“ قسمیہ ہے، جو عظمت و صبر اور شرافت و کرامت پر دلالت کرتی ہے اور ایک قول ہے ”ب“ سببیہ ہے جیسا کہ مضمون سے ظاہر ہے اور مطلب ہے کہ گفہار کا یہ مقولہ انتہائی لغو ہے اور نبی نفسہ اُن کی تکذیب کرتا ہے گفہار میں جس شخص نے آپ کو کاہن کہا وہ ”شبیہ بن ربیعہ“ تھا۔

”اور نبی مجنوں“، مجنوں وہ شخص ہوتا ہے جس کی عقل میں خرابی ہو اور وہ غم و غمزدگی سے استعداد نہ رکھتا ہو، گفہار میں عقیدہ بن بن معیط نے یہ کہو اس کی قسم، حالانکہ تمام گفہاروں کی علمیت کلام و نور عقل اور اعلیٰ بصیرت کا اعتراف تھا، اُن کا یہ عقیدہ صرف اس لئے کہ وہ پہچانا تھا تو اللہ تعالیٰ آیت میں اُن کے لغو اقوال کی تردید کی اور انہیں صحت کا پتہ کھینچ کر کر کے ہوئے آپ ﷺ کی تعریف فرمائی اور اس رنج سے آپ کو ڈور کیا جس سے ان کی جان محفوظ رہے و دلالت کرتا ہے اور ارشاد فرمایا کہ محبوب! ان لوگوں کی بے ہودہ باتوں کو حاضر اہل حق سے غور و تدبیر سے دیکھئے اور اپنا وعظ و نصیحت جاری رکھئے اور اُس پر جتنے رہنے۔

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

نبی کریم ﷺ اگرچہ نوع انسان میں سے بشر ہیں، اور آپ ﷺ کی طبیعت پر اُن باتوں کا اطلاق جائز و ممکن ہے، جو دیگر انسانوں کی طبیعت پر ہوتی ہیں لیکن یقینی طور پر دلائل قاطعہ قائم ہو چکے ہیں، اور کلمہ اجماع پورا ہو چکا ہے کہ آپ ﷺ عام انسانوں کی طبیعت سے باہر ہیں

اور ہر اُس آفت سے منزہ و بمنزہ ہیں جو قصہ او اختیار یا بغیر قصد و اختیار کے واقع ہوں۔ (۱۸۷)

انبیاء علیہم السلام کا ظاہر اور باطن

انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ظاہری اعضاء و اجسام بشری اوصاف سے جُھٹھتے ہوتے ہیں اور اُن پر وہ تمام باتیں جاری ہوتی ہیں، جو انسانی عوارضات کے لئے خاص ہیں، مثلاً پیاریاں، موت وغیرہ اور بیان میں نقص نہیں لیکن اُن کی ارواح قدسیہ اور باطنی کیفیات انسانیت کی اُن اعلیٰ درجہ کی صفات پر قائل ہوتی ہیں، جو ملاً اعلیٰ سے متعلق ہوتی ہیں، اور وہ صفات فرشتوں کے ساتھ تشابہ ہوتی ہیں جو ہر قسم کے تفسیر و آفات سے منزہ و محفوظ ہیں، اکثر حالات میں بشری کمزوریاں اور انسانی مآخض اُن تک پہنچ ہی نہیں سکتیں، کیونکہ اگر اُن کا باطن بھی اُن کے ظاہری انسانی اعضاء کی طرح خاص ہوتے تو یقیناً وہ ملائکہ سے وحی لینے، اُن کو سکھانے اور ان کے کام کرنے اور اُن سے میل جول کی طاقت نہ رکھتے، جس طرح دوسرے عام انسانوں کی طاقتیں محدود ہوتی ہیں اور اگر اُن کے اجسام اور ظاہری حالت ملائکہ پر انسانی صفات کی طاقت کے لئے نور گز انسان و بشر اور وہ لوگ جن کی طرف انہیں بھیجا گیا ہے اُن کے لئے مخلوق کی طاقت نہ رکھتے۔

انبیاء اپنی ظاہری حالت اور اجسام کے لحاظ سے تو بشر و انسان کے مشابہ ہیں لیکن اپنی باطنی حالت ارواح کے لحاظ سے ملائکہ کے ساتھ ملتے ہیں، جیسا کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ”میرے آئیں تو سوئی ہیں مگر میرا دل بیدار رہتا ہے“ (۱۸۸)

۱۸۷۔ التفسیر جعفری حنفی المصطفیٰ، القسم الثانی، الباب الاول فیما یحتص بالامور القدیہ الخ، ص ۲۹۷

۱۸۸۔ صحیح البخاری، کتاب الفہرہ باب فہام النبی ﷺ باللیل فی رمضان وغیرہ برقم: ۱۱۱۳۷، ۲۷۷/۱، و کتاب صلاۃ التراويح، باب فضل من قام رمضان، برقم: ۲۰۱۳، ۱۹۵/۱، و کتاب المناقب، باب کان النبی ﷺ نام حیہ و لا ینام کلّما، رقم: ۲۵۶۹، ۲۸۸/۲

ایضاً صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، باب صلاۃ اللیل و عدد رکعات النبی

اور فرمایا کہ ”میں ہرگز تم جیسا نہیں ہوں، میرا رب مجھے کھاتا اور پلاتا ہے“ (۱۸۹)
 اللہ تعالیٰ اپنے پیارے محبوب ﷺ کے دل کی معمولی سی پریشانی کو بھی جلدی رفع فرماتا
 ہے کہ حبیب رنجیدہ نہ ہوں۔
 جتنا مرے خدا کو ہے میرا نبی عزیز کونین میں کسی کو نہ ہوگا کوئی عزیز

خدا چاہتا ہے رضاؑ محمد ﷺ

۳۱۔ ﴿وَإِذَا هُوَ ۝ مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوَىٰ ۝ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۝ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ ۝﴾ (۱۹۰)
 ترجمہ: اس پیارے بچتے تارے محمد کی قسم! جب سے معراج سے اترے، تمہارے
 صاحب نہ بیکہ نہ بے راہ چلے، اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے، وہ تو
 نہیں مگر وحی جو انہیں کی جاتی ہے۔ (کنز الایمان)
 امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ ”نجم“ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:
 هو النبى ﷺ و هو في نزوله من السماء ليلة المعراج

ﷺ فی اللیل، رقم: ۱۶۷۰/۱۶۵- (۷۴۸)، ص ۳۳۹
 أيضاً الموطأ للإمام مالك، كتاب صلاة الليل، سورة النبی ﷺ فی الزمر
 رقم: ۱۶۶/۲۷، ص ۹۷
 أيضاً سنن أبي داود، كتاب الصلاة، باب فی صلاة الليل، رقم: ۵۹۶۲، ص ۵۹۶
 أيضاً سنن الترمذی، أبواب الصلاة، باب ما جاء فی وصفه ﷺ، رقم: ۳۲۷/۱، ص ۳۲۷
 أيضاً الفہام للمصنف للترمذی، باب صفة عادة النبی ﷺ، رقم: ۲۷۰، ص ۱۷۸
 ۱۸۹۔ صحیح السحاری، کتاب الصوم، باب بركة الشجر من غیر لیجاب، رقم: ۱۹۹۲، ص ۱۹۹۲
 ۱۷۳/۱۔ و باب الوصال من قال: الخ، رقم: ۱۹۹۱، ۱۹۹۲، ۱۹۹۳، ۱۹۹۴، و باب
 الوصال إلى الشجر، رقم: ۱۹۹۷، ۱۹۸۳، ۴۸۴۔ ملخصاً
 الفہام بتعريف حقوق المصطفى، القسم الثاني، الباب الثاني فيما يخصهم في الأمور
 النبوية، الخ، ص ۳۴۶، ۳۴۷
 ۱۹۰۔ سورة النجم: ۴/۵۳

یعنی، اس سے مراد نبی اکرم ﷺ ہیں اور ”ہوئی“ سے مراد اُن کا
 آسمانوں سے وہ معراج اُترنا ہے۔ (۱۹۱)
 ”تفسیر خازن“ میں بھی اسی قول کو ترجیح دی گئی ہے، (۱۹۲) واضح مفہوم یہ ہے کہ
 پروردگار نے حضور ﷺ کی واسطہ گرامی کی قسم یاد فرمائی جب کہ وہ معراج سے اترے اور یہ
 معراج سے واپس آپ کا نیچے تشریف لانا اور مخلوق کو ہدایت فرمانا اللہ کریم کا بے مثل احسان و
 انعام ہے۔

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت امام جعفر سے مروی ہے کہ اس سے
 مراد حضور ﷺ ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ حضور ﷺ کا قلب طہر ہے اور یہ بھی استدلال کیا گیا
 ہے کہ اللہ عزوجل کے فرمان:

وَالشَّامِ وَالطَّارِقِ ۝ وَمَا أَدْرَاكَ مَا الطَّارِقُ ۝ النجم

الکتاب ۱۹۲

یعنی: اُن کی قسم اور رات کو آنے والے کی قسم اور کچھ نہ جانے اور وہ

اللہ کے لئے الایکا ہے خوب چمکتا تارا۔

اس میں بھی اُن سے مراد حضور ﷺ ہیں، بسنی نے اس کو حدیث کیا۔ (۱۹۳)
 یہ ایک سکریمہ حضور ﷺ کے فضل و شرف میں اس حد تک پہنچی ہوئی ہیں کہ کوئی عدد اس
 کو نہ کہیں سکا، اللہ عزوجل نے حضور ﷺ کی ہدایت اور خواہشات نفسانی کے اتباع سے آپ
 کے سزا ہونے اور جو آپ تلاوت فرماتے ہیں اُس میں آپ کے سچے ہونے اور یہ کہ یہ وحی
 ہے جو آپ کی طرف بھیجی جاتی ہے جسے جبریل علیہ السلام جو مضبوط طاقت والے ہیں لے کر

۱۹۱۔ تفسیر البغوی، سورة النجم، ۲۵۵/۶

۱۹۲۔ تفسیر الحازن، سورة النجم، ۲۵۵/۶

۱۹۳۔ سورة الطارق: ۱/۸۶ تا ۳

۱۹۴۔ الفہام بتعريف حقوق المصطفى، القسم الأول، الباب الأول، الفصل الرابع، ص ۳۳، و

الفصل الخامس، ص ۳۵

آئے کی تم بیان فرمائی۔ (۱۹۵)

آیت میں ﴿صَاحِبُكُمْ﴾ سے مراد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات با برکات ہے۔ (۱۹۶) ”صاحب“ کا معنی تیار اور مالک بھی ہے، کہتے ہیں: ”صَاحِبُ الْبَيْتِ“ گھر کا مالک۔ اور اس کا معنی ساتھی اور رفیق بھی ہے لیکن صرف ایسے ساتھی کو صاحب کہا جاتا ہے جس کی رفاقت اور شرکت بکثرت ہو۔ (۱۹۷)

علامہ راغب ”مثال“ کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ سیدھے راستہ سے زوگردانی کو ضال کہتے ہیں، اُس کی ضد ہدایت ہے، بعض نے مزید تشریح کی ہے کہ راستہ سے زوگردانی دانستہ ہو یا بھول کر ہو تھوڑی ہو یا زیادہ ہو اُس کو ضال کہتے ہیں۔ (۱۹۸) اور ”غوی“ کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں، یعنی وہ جہالت جو باطل عقیدہ کی وجہ سے ہو۔ (۱۹۹)

علامہ اسماعیل حتی لکھتے ہیں، اعتقاد کی غلطی کو ”غویہ“ کہتے ہیں اور ”ضال“ عام ہے یہ اقوال، افعال، اخلاق اور عقائد کی غلطی کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ (۲۰۰) نیز اس آیت سے ﴿وَجَدَكَ ضَالًّا﴾ کچھ کا مفہوم بھی واضح ہوگا کہ اس آیت میں ”ضال“ کا معنی گمراہ نہیں بلکہ کسی کی محبت میں سرگرداں اور گمراہ ہونے والی لفظ کا وہ

۱۹۵۔ التلغا بتعريف حقوق المصطفى، القسم الأول، الباب الأول، فصل في معرفة معنى ضال، له التحقيق مكانة عند، ص ۳۵

۱۹۶۔ الامام ابن مہدیؒ نے آیت کریمہ ﴿وَجَدَكَ ضَالًّا﴾ کا تفسیر میں ﴿وَجَدَكَ ضَالًّا﴾ کے تحت لکھتے ہیں: وقد شئني النبي عليه السلام صاحبهم فنبهوا ألبكم صحتهم الخ (ملاقات الفاظ القرآن، ص ۴۷) اور تفسیر المغوی (۲۵۵/۶) اور تفسیر الحازن (۲۵۵/۶) میں ہے قول: ﴿صَاحِبُكُمْ﴾ صاحبکم، یعنی محمد ﷺ

۱۹۷۔ مفادات الفاظ القرآن، ص ۴۷۵

۱۹۸۔ مفادات الفاظ القرآن، ص ۵۰۹

۱۹۹۔ مفادات الفاظ القرآن، ص ۶۲۰

۲۰۰۔ تفسیر روح البیان، سورة النجم، الآية ۱۔ ۴/۹/۲۴

معنی ہے۔ (۲۰۱)

”تفسیر البسات“ میں یوں تحریر ہے: ﴿صَاحِبُكُمْ﴾ سے مراد سید عالم ﷺ ہیں یعنی آپ نے کبھی بھی حق و ہدایت کے راستہ کو ترک نہ کیا، جو آخرت کی کامرانی کا ذریعہ ہے اور اس میں اشارہ ہے کہ آپ ﷺ اپنے اقوال و افعال میں ہمیشہ راہِ صواب پر گامزن اور طریقِ حق پر قائم و متمکن ہیں، آپ کے دامن عصمت پر کسی بھی امرِ مکروہ، اعتقادِ فاسد کی گرد نہ پھٹی، اور ہمیشہ اور ہر وقت اپنے رب کریم کی توحید و عبادت میں ہیں۔

﴿وَمَا غَوَى﴾ یعنی آپ ﷺ پر کبھی بھی اعتقادِ فاسدہ کی گرد نہ پھٹی، اس میں گروہ قریش سے خطاب ہے کہ نبی کریم ﷺ کی مبارک زندگی کا بیشتر حصہ تمہارے سامنے گزرا اور تمہیں ان کے اقوال، افعال اور احوال کی تحفیلِ خبر بھی ہے، پھر تم اس باطل خیال میں اُبھے ہوئے ہو کہ آپ کو بہکا ہوا یا بے راہ سمجھتے ہو، حالانکہ آپ ہمیشہ سے راہِ صواب پر گامزن ہیں اور ہر وقت ہدایت میں ہیں، آپ ہر امرِ مکروہ سے محفوظ رہے اور اعتقادِ فاسدہ سے معصوم ہیں تو کیا تمہیں اس کی بنا پر ہادیِ ہدی ہونے میں کوئی شک ہے، جو پہلے ہی طریقِ حق پر قائم ہیں اب وہ کبھی گمراہ نہیں ہو سکتے، اے گروہ قریش! یہ تمہاری کج فہمی کجروی اور امتزاقِ حقیقت سے ہے کہ جسے یہ غلط خیال کرتے ہو۔

۲۰۱۔ الامام ابن مہدیؒ نے لامحمد رضائے حق سے روئے ”کنز الایمان“ کے نام سے معروف اپنے تفسیر القرآن میں ہادی کی آیت کریمہ ﴿وَجَدَكَ ضَالًّا﴾ کا تفسیر کیا کہ ”ہمیں انجی مہمت میں خود روئے لانا انجی طرف راہ دہی“ (کنز الایمان) اور تفسیر عیاض نے انجی کتاب ”الغیا“ میں قرآن کی آیت کریمہ ﴿وَجَدَكَ ضَالًّا﴾ کا تفسیر کیا کہ ”کی خود تفسیر ذکر کی ہیں ان میں سے ان عطا کی تفسیر یہ ہے کہ آپ فرماتے ہیں کہ ﴿وَجَدَكَ ضَالًّا﴾: ای جہاں بفرجی یعنی اس کا معنی ہے کہ آپ کو اپنی معرفت کا کھول لیا، اور ضال رُجب ہے جیسا کہ لڑا یا جہانک یعنی ضال لک اللفظین (یوسف: ۹۵/۱۴) یعنی آپ انجی برلی مہمت میں ہیں حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹوں نے یہاں دین میں ضلال مروی نہ لیا کیونکہ اگر وہ اللہ تعالیٰ کے نبی کے کن میں اس طرح کہنے کو کار ہو جاتے اس کی حمل بیڑی ہے ”بَلَّا لَنَرَاكَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ“ یعنی ہم اُسے ظاہر ظہور رحمت میں دیکھتے ہیں (التلغا بتعريف حقوق المصطفى، القسم الثالث، الباب الأول، فصل: رَأَى عَصَمَتُهُمُ الْخ، ص ۳۰۶)

﴿وَمَا يَنْطَلِقُ عَنِ الْهَوَىٰ﴾ یعنی نبی اکرم ﷺ جیسا کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے آپ کا ذکر فرمایا یعنی ﴿صَاحِبُكُمْ﴾ (تمہارے صاحب) کہہ کر اور ”نطق“ (بولنا) مضمن ہے قول الہی میں کچھ کہنا (میلان) نفس کے تحت) اور ﴿عَنِ الْهَوَىٰ﴾ (خواہش سے) اس کے بارے میں کہا گیا ہے کہ اس کے معنی ہیں، اپنی رائے سے کچھ کہنا، اور آپ سے ایسا ہرگز نہیں۔ یعنی آپ پر وہ روکا رکی طرف سے قرآن میں جو کچھ تمہارے پاس لائے ہیں اس میں اپنی مرضی سے کچھ نہیں فرماتے یا قرآن میں اپنی مرضی یا میلان نفس کے تحت کوئی بات نہیں بتاتے، اور نہ رائے کے تحت کچھ بولتے ہیں، واضح مفہوم یہ ہے کہ آپ جو کچھ بھی فرماتے ہیں خواہ وہ قرآن ہو یا آپ کے فرمودات (یعنی حدیث) وہ سب مجانب اللہ ہیں، (۲۰۶) یہاں تک کہ امور اجتہاد میں بھی ہر الہی کے تحت مطلق ہوتے ہیں یہ جملہ اولیٰ کی دلیل ہے کہ حضور کا بے روبرو چلنا ممکن و حصہ رہی نہیں کیونکہ آپ اپنی خواہش سے بولتے ہی نہیں، اور یہ امر آپ کی حکمت و شان پر دلالت کرتا ہے، مراد نفس میں اعلیٰ ترین یہ ہے کہ بندہ اپنی خواہش ترک کر دے اور اس سے یہ بھی ظاہر ہے کہ آپ ”قناتی اللہ“ کے اس درجہ پر ہیں کہ اپنا کچھ باقی نہ رہا، اور آپ کی بات حق کی بات ہوگئی ہے جیسا کہ کلام رہائی میں دیگر حکماء سے ظاہر ہے:

﴿مَنْ يَطْلُعَ الرُّسُولُ فَقَدْ أَلْطَعَ اللَّهُ﴾ (۲۰۷)

ترجمہ: جس نے رسول کا حکم مانا ہے شک اس پر نہیں رہتا۔

﴿إِنَّ الَّذِينَ يَأْمُرُونَكَ أَنْ تَبْغُضَ اللَّهُ﴾ (۲۰۸)

ترجمہ: وہ جو تمہاری بیعت کرتے ہیں وہ تو اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں۔

مفسر کا یہ طعن کہ آپ نے قرآن حکیم گمراہ کیا، فضول و لغو ہے۔

﴿إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْشِي يُوْحِشِي﴾ یعنی جو کچھ بھی آپ گفتگو فرماتے ہیں، یا قرآن سے

۲۰۲۔ امام ابو حنیفہ یقولی لکھے ہیں کہ ﴿وَمَا يَنْطَلِقُ عَنِ الْهَوَىٰ﴾ میں ”ہوئی“ سے مراد ہے کہ حضور ﷺ باطل میں بولے، اس قول کے نمونہ کی وجہ یہ ہے کہ وہ (مفسر) کہا کرتے تھے کہ بے شک محمد (ﷺ) اپنی طرف سے قرآن بتاتے ہیں۔ (المفسر المفوی، ۶/۲۵۵)

۲۰۳۔ سورة النما: ۸/۴

۲۰۴۔ سورة الفتح: ۱۰/۴۸

بیان کرتے ہیں، وہ سیاق سے اس مفہوم پر دلالت کرتا ہے کہ ان کا فرمانا خالص وحی الہی ہے، جو انہیں بھیجی جاتی ہے، اور وہ اپنی مرضی سے کلام نہیں کرتے ﴿إِلَّا وَحْشِي﴾ مگر وحی الہی میں اللہ عز وجل یعنی اللہ کی طرف سے، ﴿يُوْحِشِي﴾ جو انہیں کی جاتی ہے، یعنی اللہ تعالیٰ انہیں وحی فرماتا ہے، واضح مفہوم یہ ہے کہ آپ جو کچھ بھی ارشاد فرماتے ہیں وحی الہی کے تحت فرماتے ہیں، اپنی مشا و مرضی کے تحت نہیں اور نہ ہی اپنی رائے سے کچھ کہتے ہیں، ان کا ارشاد وحی خالص ہے، خواہ وحی جلی ہو یا خفی یا امور نگری و اجتہادی اور ﴿إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْشِي يُوْحِشِي﴾ کے جملہ سے ﴿وَمَا يَنْطَلِقُ عَنِ الْهَوَىٰ﴾ کی تاکید ظاہر ہے۔ (۲۰۵)

کتابت احادیث کی اجازت

مفسر احادیث میں حضرت عبداللہ ابن عمر بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ واقعہ منقول ہے وہ کہتے ہیں میرا یہ دستور تھا کہ حضور ﷺ کی زبان مبارک سے جو کچھ سننا وہ لکھ لیا کرتا تھا، تو بعض احادیث میں اس نے مجھے اس سے منع کیا، اور کہنے لگے تم حضور کا ہر قول لکھ لیتے ہو۔ (المفسر المفوی، ۶/۲۵۵) یہاں تک کہ بعض احادیث میں بھی کوئی بات فرمادیتے ہیں، چنانچہ میں نے کعبہ باند کے سامنے اس کا ذکر کیا اور اس کا رسالت ﷺ میں ہوا اور میں نے سلسلہ کتابت بند کرنے کی وجہ سے ان کو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”اَلْكَتَبُ فَاَلَيْتُ نَفْسِي بِبَيْدٍ مَا خَرَجَ مِنِّي اِلَّا الْحَقُّ“ (۲۰۶)

یعنی، اے عبداللہ! تم میری ہر بات لکھ لیا کرو، (۲۰۷) اس ذات کی قسم

۲۰۵۔ المفسر الحسانات، الجزء السابع والعشرون، سورة النعم، ۶/۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰

۲۰۶۔ سنن ابی داؤد، کتاب العلم، باب كتابة العلم، رقم: ۴۱۶۴، ۴۱/۴

۲۰۷۔ امام حاکم نے حضرت عابد سے روایت کی کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ میں جو آپ سے سنتا ہوں اسے لکھ لیا کروں، حضور ﷺ نے فرمایا: ”ہاں“ فرماتے ہیں میں نے عرض کی کہ غضب اور رضا کے وقت تو فرمایا: ”ہاں“ بے شک میں حق ہی بولتا ہوں“ (المستدرک، کتاب العلم، باب الامر بكتابة الحديث، رقم: ۳۰۶۱، ۳۰/۱)

ایضاً المفسر بتعريف حذوق المصطفى ﷺ، القسم الثاني، الباب الأول، فصل: لما

اقر الله ﷺ فقد الخ، ص ۳۱۳

جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے، میری زبان سے کبھی کوئی

بات حق کے سوا نہیں نکلتی۔ (۲۰۸)

۲۰۸۔ امام ابو داؤد نے اسے روایت کیا اور اس حدیث سے امام ابو داؤد نے سکوت فرمایا، یعنی اس پر حج و قریح نہ کی۔ معلوم ہوا کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ حدیث "صن" تو ضرور ہے (مقام رسول ﷺ ص ۳۹۴) چنانچہ علامہ عبدالحق پرہاروی لکھتے ہیں "امام ابو داؤد احادیث پر کلام فرماتے ہیں، منذری نے فرمایا جس سے آپ سکوت فرمایا کہ تو وہ روایت "صن" کے درجے سے نیچے نہیں آتی اور امام ابو داؤد نے فرمایا وہ حدیث "صحیح" ہوئی ہے۔ "صن" اتنے مہاجر نے فرمایا وہ "صحیح" ہوئی ہے۔ ابن مندہ ابن اسکن اور حاکم نے "سنن ابی حازم" میں غشی بھی احادیث پر صحت کا اطلاق کیا ہے (کوشر النبی للفرہاروی، ورق لیسر ۸) ابی حدیث شریف کو امام احمد نے "المسنَد" (۱۶۶/۶) میں، امام دارقطنی نے "سنن" (المسند، باب من رخص فی کتابہ العلم، رقم: ۴۸۴) میں، امام حاکم نے "المستدرک" (کتاب العلم، باب الاثر بکتابہ الحديث، رقم: ۳۶۶، ۳۰۶/۱) میں، حافظ علی نے "تذیقۃ المستمسک" (الجزء الثالث، فصل ذکر جماعۃ من الخ، ص ۸۷) میں روایت کیا ہے علامہ ابن کثیر نے اسے کثیرہ صحیحاً تصانیف میں (الایۃ سورۃ التجم: ۳/۵۴) کے تحت نقل کیا ہے، دیکھئے "تفسیر ابن کثیر" (۳۰۱/۴) اور امام ابو داؤد نے "صن" کے لئے "فَلَا یَسْتَحِیْ اَنْ اَقُوْلَ لَیْلَہُ حَقًّا" کے الفاظ سے "صرح معانی الآثار" کے کتاب الکراہۃ، باب کتابۃ العلم (رقم: ۷۱۲۸، ۳۱۹/۴) میں روایت کیا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "لَا یَسْتَحِیْ اَنْ یَقُوْلَ لَیْلَہُ حَقًّا" (نیل میں، حدیث ۱۱۱) فرمایا ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر، سورۃ (۳۵) (التجم: ۳/۵۴، ۳۱۰/۴) ایضاً الحصاص فی الکفر، ۲۷۵/۶، ایضاً مغرب الزاوی، النوع الحامض و العطرون، ۶۶/۶) اور ثن ابی داؤد کی روایت کے تحت امام خطابی نے تکفیر حدیث "صن" کے لئے کہا ہے کہ نبی ﷺ سے کہا گیا پھر امت نے اُس پر عمل کیا اور روایت نے اُس سے نقل کیا اور علامہ خطابی نے اس میں سے کسی نے اس کا انکار نہیں کیا تو اس بات کے کتاب حدیث و علم کے جواز پر دلالت کی۔ (معالم السنن للخطابی، کتاب العلم، باب فی کتاب العلم، رقم: ۳۶۶، ۶۱/۴) اور لطیفات ابن سعد" میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اجازت طلب کر لی آپ کی کئی ہوئی احادیث کتاب میں لکھا کروں، آپ ﷺ نے مجھے اجازت دی، میں نے احادیث کتاب میں لکھیں، حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مجھ کو "صاود" کہا کرتے تھے (طیقات ابن سعد ۲۸۵/۶) اور لکن سعد نے مجھ سے لگایا وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاک حقیقہ کو دیکھا، میں نے اس

حضور سیدی اعلیٰ حضرت، مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ کی زبانی اقدس کی شان میں عرض کرتے ہیں:

وہ وہن جس کی ہر بات وہی خُدا پشمِ علم و حکمت پہ لاکھوں سلام وہ زباں جس کو سب کن کی کنجی کہیں اس کی ماند حکومت پہ لاکھوں سلام اس کی باتوں کی لذت پہ لاکھوں درود اس کے خُطبے کی قیمت پہ لاکھوں سلام (عداکن بخش)

اس حدیث شریف میں مگر سن حدیث کا رد بھی ہے کہ وہ عوام المسلمین کو بہکاتے ہیں کہ حدیث شریف کا کیا اعتبار یہ تو حضور ﷺ کے وصال کے صدیوں بعد کھنسا ثروں کی گنجی یا پھر یہ کہتے ہیں کہ حدیث شریف لکھنے سے نبی ﷺ نے خود منع فرمایا ہے، اس میں اور مندرجہ ذیل احادیث و آثار صحابہ میں تصریح ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حدیث شریف لکھنے کی اجازت فرمائی اور صحابہ کرام نے احادیث لکھی ہیں، امام ترمذی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں بیٹھا کرتا، آپ سے حدیث لکھنے کے لئے عرض کرتا لیکن وہ حدیث اُسے یاد نہ رہتی، اس نے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں شکایت کی تو آپ نے فرمایا "اسنے دانس ہاتھ سے مدلو" اور اپنے ہاتھ سے لکھنے کا اشارہ فرمایا (۲۰۹) امام ترمذی لکھتے ہیں کہ اس باب میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی حدیث مروی ہے (۲۱۰)

کے متعلق سوال کیا تو فرمایا یہ "صاود" ہے اس میں وہ سب مرقوم ہے جو میں نے براہِ راست رسول اللہ ﷺ سے سنا، درمیان میں کوئی واسطہ نہیں (طیقات ابن سعد ۱۲۵/۶ القسم الثالثہ ایضاً علمی سرگزبان، صحابہ کرام کا احادیث تحریر کرنا، ص ۱۱۵)

۲۰۹۔ راجح ترمذی نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے یہ سند روایت کیا ہے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے عرض کیا: یا رسول اللہ! تم آپ سے کچھ چیزیں سننے میں کیا تم ان کو لکھ لیں؟ آپ نے فرمایا: "انہیں لکھ لو تو ان کی حرج نہیں" (مغرب الزاوی، النوع الحامض و العطرون، ۶۶/۶) ایضاً علمی سرگزبان، حدیث روایت، صحابہ کرام کا احادیث تحریر کرنا، ص ۱۱۳)

۲۱۰۔ سنن الترمذی، کتاب العلم، باب ما جاء فی الرخصة فيه، رقم: ۴۶۹/۳، ۲۶۶/۶، ایضاً مغرب الزاوی، النوع الحامض و العطرون، ۶۳، ۶۶/۶

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے یاد دہرہنے کی شکایت کی تو آپ نے فرمایا ”اپنے ہاتھ سے مدد لو (لکھ لیا کرو)“ اور اس میں ایک راوی اسماعیل بن یوسف ضعیف ہے۔ (۲۱۱)

اور ایسی روایات موجود ہیں کہ جن سے پتا چلتا ہے کہ صحابہ کرام میں احادیث لکھنے کا رواج تھا جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، نبی کریم ﷺ کے پاس صحابہ کرام موجود تھے، میں ان میں سب سے کم عمر تھا، نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا، جو مجھ پر دانستہ جھوٹ کہے وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنا لے۔ جب لوگ باہر آئے میں نے ان سے کہا کہ آپ لوگ رسول اللہ ﷺ کی احادیث کیوں کریاں کرتے ہو حالانکہ آپ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد سن چکے ہیں تم تو رسول اللہ ﷺ سے احادیث نقل کرنے میں منہمک رہتے ہو، صحابہ کرام فی نے اور فرمایا: بھئیے! آپ ﷺ سے جو کچھ سنتے ہیں وہ ہمارے پاس کتاب میں محفوظ ہے۔ (۲۱۲)

صحابہ کرام احادیث نبویہ ﷺ لکھتے اور انہیں بڑی حفاظت سے رکھتے اور ضرورت کے وقت انہیں نکالتے چنانچہ ”مسند امام احمد“ میں ابو قیل سے مروی ہے کہ ہم حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کے پاس تھے، آپ سے سولہ احادیث کا نسخہ لکھا اور پلٹے ہوگا تھنظیفہ یا رومی؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”ہر نقل کا شہرہ“ (۲۱۳)

۲۱۱۔ طلحہ مرمری میں مہر رسالت اور عہد صحابہ میں، صحابہ کرام احادیث تحریر کرے۔ (۱۱۱)

۲۱۲۔ مجمع الرواۃ، کتاب العلم، باب کتابہ العلم، رقم: ۶۷۸/۱، ۲۴۰

ایضاً طلحہ مرمری میں مہر رسالت اور عہد صحابہ میں، صحابہ کرام احادیث تحریر کرے۔ (۱۱۳)

۲۱۳۔ السنن للإمام أحمد: ۱۷۶/۲

ایضاً سنن قتادہ، کتاب العلم، باب من رخص فی کتابہ العلم، رقم: ۴۸۶/۱، ۵

ایضاً مجمع الرواۃ، کتاب المغازی و السیر، باب فتح قسطنطنیہ و رومیہ، رقم: ۱۰۲۸۵،

۲۳۴/۶ و قال رواہ أحمد و رجالہ رجال الصحیح

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کی احادیث کا مجھ سے زیادہ عالم کوئی شخص سوائے اہل کے جو عبداللہ بن عمرو کے پاس ہے وہ اپنے ہاتھ سے احادیث لکھتے وورد میں یاد رکھتے تھے، میں صرف یاد رکھتا تھا، ہاتھ سے نہیں لکھتا تھا، انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے لکھنے کی اجازت طلب

احادیث نبویہ علیہ الرحمۃ و العترۃ سے یہ بھی ثبوت ملتا ہے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے احادیث لکھ کر حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں بھی پیش کیں چنانچہ بغوی نے ”معجم“ میں زید الرقاشی سے نقل کیا کہ وہ بیان کرتے ہیں جب ہم بکثرت حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس جانے لگے تو آپ ہمارے پاس ایک کتاب لائے اور فرمایا یہ احادیث ہیں میں نے انہیں رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے اور لکھا ہے اور حضور ﷺ کے سامنے پیش کیا ہے۔ (۲۱۴)



کہ آپ ﷺ نے انہیں اجازت مرحمت فرمائی (سنن قتادہ، باب العلم، باب رخص فی کتابہ العلم، رقم: ۲۶۶۸/۳، ۴۶۹/۳۔ ایضاً السنن للإمام أحمد، ۴۰۳/۲۔ ایضاً مجمع الرواۃ، کتاب العلم، باب کتابہ العلم، رقم: ۶۷۶/۱، ۲۰۲/۱ اور ”صحیح البعاری“ (کتاب العلم، باب کتابہ العلم، رقم: ۱۱۳/۱، ۲۸۸/۱) کے الفاظ ہیں، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا وہ (عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما) لکھتے تھے اور میں نہیں لکھتا تھا۔ (طلحہ مرمری میں مہر رسالت اور عہد صحابہ میں، ص ۱۱۶)

۲۱۴۔ طلحہ مرمری میں مہر رسالت اور عہد صحابہ میں، صحابہ کرام احادیث تحریر کرے، ص ۱۱۷۷